ماهنامه انوار مدینہ

جلد : ۱۷ | جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ / جون ۲۰۰۹ء | شمارہ : ۶

سیّد محمود میاں
مدیر اعلیٰ

سیّد مسعود میاں
نائب مدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے......... سالانہ ۲۰۰ روپے
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات..... سالانہ ۷۵ ریال
بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر
برطانیہ، افریقہ .... سالانہ ۲۰ ڈالر
امریکہ .... سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا اِی میل ایڈریس
E-mail: jmj786_56@hotmail.com
fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور
اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ MCB (0954) 7914-2

فون نمبرات

جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 5330311
خانقاہِ حامدیہ : 042 - 5330310
فون/فیکس : 042 - 7703662
رہائش ''بیت الحمد'' : 042 - 6152120
موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	5
ملفوظات شیخ الاسلامؒ	حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکویؒ	۱۲
حضرت عائشہؓ کی عمر اور حکیم نیاز احمد کا مغالطہ	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۵
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحبؒ	۲۴
فراقِ رسول اللہ ﷺ	حضرت مولانا قاری قیام الدین صاحب الحسینی	۲۸
تربیتِ اَولاد	حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ	۲۹
فرقتِ صفدرؒ میں ہوں اَندوہگیں	جناب پروفیسر میاں محمد افضل صاحب	۳۲
گلدستۂ احادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۳۹
دینی مدارس اَور دَہشت گردی کی تازہ لہر	جناب قاری محمد حنیف صاحب جالندھری	۴۳
قطع رحمی ..... قرآن وسُنت کی روشنی میں	حضرت شیخ محمد بن ابراہیم الحمد	۴۷
میڈیا کا غیر متوازن روّیہ	جناب عرفان صدیقی صاحب	۵۳
موتُ العَالِم موتُ العَالَم		۶۰
دینی مسائل		۶۲
اَخبار الجامعہ		۶۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم اما بعد !

۲۹ر جمادی الاولیٰ کی بات ہے بخاری شریف کے سبق کے بعد دورہ حدیث شریف کے ایک طالبعلم نے بتلایا کہ سوات کے کسی بزرگ نے خواب میں جناب رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ ''آپ اِرشاد فرما رہے ہیں کہ پاکستان پر عذاب آنے والا ہے اور سورہ والشّمس ستر ہزار بار پڑھی جائے''۔

تقریبًا دو ہفتہ قبل جامعہ مدنیہ جدید کے ایک اور طالب علم نے مجھے بتلایا کہ اُن کو خواب میں کوئی آدمی کہہ رہا ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ بہت غمگین ہیں''۔

ملک کے مجموعی حالات پر اگر نظر ڈالی جائے تو ہر شخص اُن کو سنگین قرار دیتا ہے مگر اِس سے بھی زیادہ تشویش کی بات یہ ہے کہ اِس سنگینی کا حل کسی کی سمجھ میں نہیں آرہا اور اِس کے علاج کی جو بھی تدبیر اختیار کی جاتی ہے اُس کے نتیجہ میں صورتِ حال مزید بگڑ جاتی ہے اور کوئی بھی چارہ گر اپنی آزمودہ تدبیر پر نظر ثانی کرنے کے لیے تیار نہیں ہے ہر ذی رائے کو اپنی رائے سے بہتر کسی کی رائے نہیں لگتی۔

حکمرانوں کا حال تو سب پر عیاں ہے ملکی عوام بھی اپنی مجموعی سوچ اور طرزِ عمل سے دست بردار ہونے کو تیار نہیں ہیں وہ اپنی فرسودہ سوچ کو ہی نجات دہندہ سمجھتے ہیں۔ رجوع الی اللہ اور گناہوں کو چھوڑ کر سچی توبہ کرنے کو بعض بیماریوں یا کچھ خانگی اُمور کی حد تک مؤثر جانتے ہیں باقی بڑے اور اجتماعی معاملات میں

بنی اسرائیل والی ہٹ دھرمی اختیار کیے ہوئے ہیں۔

مشکٰوۃ کتاب الامارۃ میں ایک حدیث قدسی ہے جس میں اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں ''میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں بادشاہ ہوں کا مالک ہوں اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، بادشاہوں کے دل میرے قبضہ میں ہیں اور بندے (عوام) جب میری اطاعت میں لگے رہیں گے تو میں اُن کے بادشاہوں کے دِلوں کو رحمت اور نرمی کی طرف مائل کردُوں گا اَور عوام جب میری نافرمانی کرنے لگیں گے تو میں اُن کے دلوں کو غضبناک اور (بجائے درگزر کے) انتقامی اَذیتوں کی طرف لگادُوں گا تب وہ عوام کو بہت بڑے عذاب میں مبتلا رکھیں گے۔ لہٰذا بادشاہوں پر بد دعاؤں میں مشغول ہونے کے بجائے اپنے کو اللہ کی یاد اور تضرع میں مشغول کردو تاکہ میں تمہارے لیے بادشاہوں کی طرف سے کفایت کروں''۔

اِس حدیث شریف سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ملکی حالات اور بادشاہوں کے روّیے کا تعلق عوام الناس سے ہے اگر یہ فسق و فجور کو چھوڑ کر اچھے کاموں اور خوفِ خدا کو اختیار کریں گے تو اللہ تعالیٰ حکمرانوں کو اُن پر مہربان فرمادیں گے اَور اگر فسق و فجور حرام خوری آپس کے ظلم بدکاری شراب نوشی رشوت خوری کو رواج دے کر ڈھٹائی اختیار کریں گے تو قیامت تک ظالم حکمرانوں کے چنگل سے نہیں نکل سکیں گے اور ہر تدبیر اُلٹی ہوتی چلی جائے گی اور اُن کا ہر انتخاب اُن پر عذاب بن کر مسلط ہوجایا کرے گا۔

کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ مالا کنڈ سوات دیر وزیرستان بلوچستان اور کراچی حیدر آباد میں جاری شورش کے پیچھے کس قدر تباہ کن صورت حال سامنے آنے کو ہے۔ حالات اِنسانی کوششوں سے باہر نکل چکے ہیں کوئی معجزہ ہی ساحل کی طرف لاسکتا ہے مگر یہ معجزہ جب ہی ظاہر ہوگا جب عوام الناس اپنی روِش بدل کر اللہ تعالیٰ سے معاملہ دُرست کرلیں گے۔ اللہ ہی کی بارگاہ میں عوام الناس کے احوال کی اصلاح کے لیے دست بدعاء ہونا چاہیے نیز اپنے اپنے طور پر مذکورہ بالا عمل کو بھی ستر ہزار بار پڑھ لیا جائے۔ بہت ممکن ہے کہ ہمارے ملکی حالات کے موافق ہوکر غیبی نصرت اور خیر کثیر نصیب ہوجائے۔

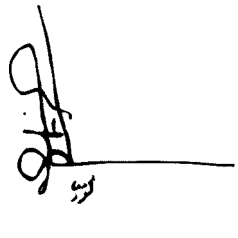

مولای صلّ وسلّم دائماً ابدا — درسِ حدیث — علٰی حبیبک خیر الخلق کلّھم

حضرتِ اقدس پیرومرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

دواؤں میں تاثیرات اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہیں خود بخود نہیں۔ سٹھیا جانے سے پناہ بڑھاپے کا علاج نہیں ہے۔ علاج کے تین طریقے۔ طبیب کو بھی دُعا کرنی چاہیے

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 59 سائیڈ A 1986 - 06 - 13)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہٖ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہٖ اجمعین امابعد !

یہ طب اَور علاج دواؤں سے اِس کے بارے میں جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا **مَآاَنْزَلَ اللّٰہُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَہٗ شِفَاءً** جو بیماری بھی اللہ نے اُتاری ہے اُس کی شفاء بھی اُتاری ہے تو کوئی بیماری ایسی ہے ہی نہیں کہ جس کا علاج نہ ہو سکتا ہو یہ الگ بات ہے کہ اُس علاج میں ابھی تک کامیابی نہ ہوئی ہو اُس علاج کا پتا نہ چلا ہو لوگوں کو، لیکن جو بیماری بھی ہے علاج اُس کا ضرور ہے۔ آگے چل کر کچھ دواؤں کا ذکر بھی آتا ہے کہ یہ ہر بیماری کا علاج ہیں سوائے موت کے۔

ایک حدیث شریف میں اِرشاد ہوتا ہے **لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ** ہر بیماری کی دَوا ہے **فَاِذَا اُصِیْبَ دَوَاءُ الدَّاءَ بَرَءَ بِاِذْنِ اللّٰہِ** [1] جب دوا بیماری کو لگ جائے فِٹ بیٹھ جائے تو **بَرَءَ** مریض ٹھیک ہو جاتا ہے اللہ کے حکم سے، یہ عقیدے کی بات بھی بتلادی کہ یہ نہ سمجھیں کہ دوا میں یہ تاثیر خود بخود ہے خود بخود تو آگ میں بھی نہیں ہے تاثیر جلانے کی اَور پانی میں بھی نہیں ہے بجھانے کی یہ تو اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے۔ جب یہ دوا اَور مرض دونوں کا جوڑ صحیح بیٹھ جائے تو **بَرَءَ بِاِذْنِ اللّٰہِ** وہ اللہ کے حکم سے ٹھیک ہو جاتا ہے۔

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۳۸۷

دوا کے استعمال کی ترغیب :

ایک اَور حدیث شریف میں آتا ہے یہاں پر کہ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا کہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَنَتَدَاوٰی اے اللہ کے سچے رسول علیہ السلام کیا ہم علاج کریں دوا کرلیا کریں قَالَ نَعَمْ فرمایا کہ ہاں۔ پھر آپ نے خطابِ عام فرمایا یَاعِبَادَ اللّٰہِ تَدَاوَوْا اے اللہ کے بندو! دوا کیا کرو علاج کرلیا کرو فَاِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَضَعْ دَاءً اِلَّا وَضَعَ لَہٗ شِفَاءً کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری رکھی ہے اُس کی شفاء بھی رکھی ہے غَیْرَ دَاءٍ وَاحِدٍ سوائے ایک بیماری کے وہ بیماری کیا ہے اَلْھَرَمُ [1] بڑھاپا۔

بڑھاپا واپس نہیں جاتا :

بڑھاپا جب آجائے تو پھر یہ ہٹ کر جوانی کی طرف لوٹ جائے بچپن کی طرف لوٹ جائے یہ نہیں ہوتا۔ قرآنِ پاک میں ہے اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ ضُعْفٍ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک کمزوری کی حالت سے وجود میں لائے ہیں ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّۃً پھر ضعف کے بعد طاقت رکھ دی رفتہ رفتہ رفتہ رفتہ آج کچھ کل کچھ چند مہینے بعد کچھ پھر اَور پھر بڑھتا ہی چلا جاتا ہے جوانی آجاتی ہے فَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَاسْتَوٰی اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا وَّعِلْمًا جب حضرتِ یوسف علیہ السلام جوان ہوگئے اَور اِسْتَوٰی یعنی خوب اچھی طرح سے تمام طاقتوں کی کیفیت اعتدال پر آگئی شباب پر آگئی اور اُن کی مزاج میں بھی طبعی طور پر حالت دُرست ہوگئی اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا وَّعِلْمًا ہم نے اُن کو حکومت دے دی علم بھی دے دیا تو ایک یہ کیفیت ہوئی۔ پھر طاقت رکھ دی اللہ نے پہلوانی کرنی چاہے کرسکتا ہے بھاگنا چاہے بھاگ سکتا ہے بے آرام رہنا چاہے رہ سکتا ہے بہت تھکے گا بیٹھے بیٹھے اُونگھ لے گا کچھ ہوجائے گا کوئی اثر نہیں پڑے گا اُس کو، سردی برداشت کرلے گا گرمی برداشت کرلے گا تمام چیزوں کی برداشت کرسکتا ہے لیکن ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّۃٍ یہ طاقت اَور مستی کے بعد ضُعْفًا کمزوری رَکھ دی اَور کمزوری آنی شروع ہوجاتی ہے اُسے کوئی نہیں روک سکتا وہ آنی ہی آنی ہے وہ رفتہ رفتہ رفتہ بڑھتی چلی جاتی ہے ضُعْفًا وَّ شَیْبَۃً [2] کمزوری اَور پھر بڑھاپا۔

توانائیوں کا پروان چڑھنا اور پھر زائل ہوجانا قدرتی عمل ہے :

تو یہ تو قدرت کی طرف سے ایسے طے شدہ ہے اِنسان کے لیے اَور مخلوقات کے لیے کہ اِسی طرح

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۳۸۸ [2] سورہ رُوم آیت ۵۴

سے تازگی آتی ہے نیا پن آتا ہے پھر رفتہ رفتہ وہ ختم ہو جاتی ہے تمام چیزوں میں مشینوں میں بھی یہی ہے گاڑی آج نئی آئی ہے پھر وہ ایک ہزار میل تک احتیاط سے چلائی جائے گی پھر وہ چالو ہو جائے گی صحیح طرح سے چلتی رہے گی پھر چاہے اُسے ایک جگہ کھڑی رکھیں لیکن اللہ کا حکم جو (گردش) زمانے کے ذریعے پورا ہوتا ہے وہ ہوگا اُس کے اَجزاء جو ہیں وہ پرانے ہوتے چلے ہی جائیں گے چاہے اُسے چلاؤ چاہے نہ چلاؤ کہیں کی کوئی چیز اُس کی پرانی ہو کر کمزور ہو جائے گی کہیں کی کوئی چیز پرانی ہو کر کمزور ہو جائے گی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ نظام ایک رکھا ہے وہ نظام کُلّی ہے۔

نبی علیہ السلام کی دُعا ..... شباب تا حیات :

ایک صحابی کے بارے میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُن کو دُعاء دے دی کہ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْهُ بِشَبَابِهٖ اللہ تعالیٰ تو شباب سے اِسے متمتع فرما یعنی یہ فائدہ اُٹھاتا رہے شباب کا۔ اور یہ دعا کی قبولیت اللہ کی طرف سے بطورِ معجزہ ہوئی۔ پھر نوے سال سے بھی زیادہ عمر اُن کی ہوگئی اور جوانی جیسی حالت اُن کی رہی۔

سٹھیا جانے سے پناہ :

یہ هَرَمْ جو ہے بالکل بڑھاپا اَور ضعف اِس سے پناہ مانگی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہ ہو اِس حالت سے بچائے کہ بالکل ضعیف اَور ناتواں ہو جاتے ہیں ہاتھ حرکت نہیں کرتے خود کروٹ نہیں لے سکتے لیکن حواس ٹھیک رہتے ہیں اُن کے اَور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ایسا نہیں رہتا بلکہ حالت خراب ہو جاتی ہے وہ جو حالت خراب ہوتی ہے اُس سے پناہ مانگی ہے کہ دماغ کی یہ حالت کہ جس میں اِنسان کو کچھ تمیز ہی نہ رہے اُس سے اللہ سے پناہ مانگنی چاہیے تو اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَرَمِ اور اَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ کہ میں عمر کے بدترین حصہ کی طرف لوٹایا جاؤں اِس سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں، یہ دُعا نماز میں بھی پڑھی جاسکتی ہے التحیات کے بعد سے لے کر سلام پھیرنے تک جو دُعاء کسی کو پسند ہو عزیز ہو ضرورت ہو وہ دُعا کر سکتا ہے۔

اَور ایک دُعا یہ بھی آئی ہے اُس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میں تجھ سے وہ تمام چیزیں مانگتا ہوں جو جنابِ رسول اللہ ﷺ نے مانگیں اَور اُن تمام چیزوں سے پناہ مانگتا ہوں جن سے رسول اللہ ﷺ نے پناہ چاہی ہو یہ جامع دُعاء ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَکَ نَبِیُّکَ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَااسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْكَمَاقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اور یہ بھی بڑھایا جاسکتا ہے اِس میں اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ نَبِيُّكَ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْزُقْنَا وہ چیزیں ہمیں عطاء بھی فرما وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَااسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعِذْنَا یا فَاَعِذْنِیْ اُن سے مجھے پناہ میں رکھ۔ تو عطاء فرما اَور پناہ میں رکھ یہ بھی بڑھایا جاسکتا ہے اَور مطلب بھی یہی ہے میں پناہ چاہ رہا ہوں اَور میں پناہ مانگ رہا ہوں یہ مختصر سی دُعاء ہے۔

قرآنِ پاک میں آیا ہے ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا قرآنِ پاک میں دُوسری کئی جگہ آیا ہے كَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا جاننے کے بعد ایسے ہوجائے جیسے کچھ بھی نہیں جانتا۔ یہ کیا چیز ہے کس طرح ہے کیا بات ہے کچھ پتہ نہیں۔ یہ نہ ہونے پائے اِس سے پناہ مانگی ہے۔ قرآنِ پاک میں اَرْذَلِ عُمُرْ اِسے ہی کہا گیا ہے ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا یہ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا یہ قرآنِ پاک میں ایک ہی جگہ صرف آیا ہے ''مِنْ بَعْدِ'' تو آیا ہے ''بَعْدَ عِلْمٍ'' جو ہے وہ بس چودھویں پارے میں ہے باقی کسی جگہ نہیں ہے۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے دَوائیں کرو اَور فرمایا کہ دَوا میں اللہ نے تاثیر رکھی ہے اَور جو بیماری اُتاری ہے تو بیماری مصیبت ہے مصیبت کا حل اللہ نے رکھا ہے وہ ہے فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا تو یہ ''عُسْر'' ہے تنگی ہے پریشانی ہے اِس کا حل؟ اِس کا حل بھی اللہ نے بتایا ہے ہاں کبھی سمجھ میں آتا ہے کبھی سمجھ میں نہیں آتا کبھی اُس کے علاج تک دُنیا کے اَطباء عام طور پر نہیں پہنچ پاتے اَور کبھی اُس کے علاج تک رفتہ رفتہ رفتہ پہنچ جاتے ہیں اَور کوئی کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جو اُس کے علاج سے واقف ہو کیونکہ اللہ کا قاعدہ جو ہے وہ تو قائم رہنا ہے وہ تو ظہور میں آنا ہے ضرور۔

طبعی میلان یا نسخہ خواب میں :

بہت سے نسخے ایسے ہیں جو خواب میں اللہ تعالیٰ بتادیتے ہیں۔ یہاں ہمارے ایک دوست ہیں حکیم اُن کے لڑکے نے خواب میں دیکھا کہ ایسے فلاں بیماری کے علاج کے لیے یہ دَوا رکھ لو اَور ہسپتال کھول لو تو بہت سے نُسخے ایسے ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جو بالکل اتفاقی طور پر آجاتے ہیں اَور بہت سے ایسے ہیں کہ

جن میں طبیعت مجبور کرتی ہے کہ یہ کرو اَور وہ کرلیتا ہے۔ ہمارے ایک خالو تھے طیّب حسن صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ وہ کہتے ہیں کہ میرے پیٹ میں دَرد تھا اَور طبیعت بڑی پریشان ٹھیک ہی نہیں ہوتا تھا کسی بھی طرح میں چلا اسٹیشن پر پہنچا تو اسٹیشن پر وہ بیچتے ہیں چنے اُس میں چنوں کی بھنی ہوئی دال بھی ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ میری طبیعت بیتاب ہوگئی کہ میں یہ کھاؤں چنے اَب پیٹ میں دَرد پہلے سے ہو تکلیف پہلے سے ہو اَور دل چنوں کو چاہے تو یہ تو دل کو سمجھانا پڑے گا کہ بھئی کیا ہوا ہوش کر۔ لیکن وہ کہتے ہیں میں مضطر ہوگیا جیسے بیتاب ہو پھر میں نے لیکر کھا ہی لیے کہ جہاں اِتنا دَرد ہے اَور ہوتا رہے وہ کہتے ہیں میں نے وہ کھائے اَور دَرد ٹھیک ہوگیا۔

تو معلوم ہوا کہ کسی قسم کے دَرد کا علاج چنے بھی ہیں اَطباء سے پوچھیں تو وہ بھی جانتے ہوں گے تجویز بھی کرتے ہوں گے وہ (فاسد) رطوبتیں ہوں گی چنے خشک ہوتے ہیں اور رطوبتیں اُنہوں نے جذب کرلیں اَور وہ ٹھیک ہوگیا عقلاً سمجھ میں آتی ہے بات۔ تو اللہ تعالیٰ نے راستے رکھے ہیں اِنسان کے واسطے طبیعت کا مجبور کردینا یہ بھی ایک راستہ ہے بالکل اتفاقی طور پر کوئی چیز پیش آجائے یہ بھی ایک راستہ ہے کہ اِتفاقیہ ایسا ہوا اَور دوائیں پھر ایجاد ہوگئیں۔ وہ کسی ''جزامی'' نے پانی پی لیا اَور ٹھیک ہوگیا معلوم ہوا اُس میں سانپ مَرا ہوا تھا تو معلوم ہوا کوئی چیز ایسی ہے اِس میں کوئی حصہ کہ جو اِنسان کے خون کی خرابی کو دُور کردیتا ہے۔

ایک حدیث شریف میں یہ آتا ہے کہ میری اُمت میں سے اِتنے اِتنے بہت بڑی تعداد بتلائی کہیں ستّر ہزار ہے اَور کہیں بہت زیادہ ہے اِس سے تعداد، وہ جنت میں بلا حساب جائیں گے وہ کون ہیں دریافت کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اُن کے علامت بتائی کہ وہ وہ ہیں کہ جو لَا یَتَطَیَّرُوْنَ بدفالیاں نہیں لیتے لَایَسْتَرْقُوْنَ جھاڑ پھونک نہیں کراتے یعنی ناجائز جھاڑ پھونک جو جادو کی قسمیں بن جاتی ہوں البتہ سورہ فاتحہ وغیرہ سے تو کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ بھی اپنے اُوپر سورہ فلق وغیرہ دم فرماتے رہے ہیں اَور وفات کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پڑھ کر دَم کردیتی تھیں رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک پر اَور وہ ہاتھ پکڑ کر پھیر دیتی تھیں رَجَاءَ بَرَکَتِھَا [1] کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک کی بھی تو ایک برکت ہے تو دَم اُنہوں نے کردیا اَور دستِ مبارک رسول اللہ ﷺ ہی کا لے کر پھیر دیا جس وقت طبیعت بہت ناساز تھی بخار بہت تھا بہت تکلیف تھی کھانسی بھی اُٹھتی تھی۔ آتا ہے اَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِیْدَةٌ سخت کھانسی تھی آپ کو تو اُس

---

[1] بخاری شریف ج ۲ ص ۷۵۰

میں آپ نے یہ کلمات فرمائے کھانستے کھانستے وَعَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ اور اللہ پر اُن کو توکل ہو بس ایسے لوگ جو ہیں یہ وہ ہیں جو جنت میں بلا حساب جائیں گے۔

تو آقائے نامدار ﷺ کے اِس اِرشاد کی وجہ سے طبیعتوں کو یہ خیال ہوتا ہے کہ علاج بھی کرائیں یا نہ کرائیں مگر علاج کو منع نہیں فرمایا، فرمایا عِبَادَ اللّٰہِ تَدَاوَوْ اے اللہ کے بندو علاج کرو دَوا کیا کرو۔ اے اللہ کے بندو کے اَندر تو سارے آگئے مسلمان بھی غیر مسلم بھی اَور جو بھی مخلوقات ہیں سب آگئیں تو یہ کرلو۔ اَور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو رکھی ہے تاثیر دَوا میں وہ پہنچے گی اُس سے فائدہ ہوگا اگر اللہ کا اِرادہ ہوا۔

طبیب کو بھی اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے :

اَور طریقہ یہ بھی ہے کہ خدا سے رجوع کرے حکیم بھی، تو بھی علاج مل جاتا ہے۔ ہمارے یہ حکیم صاحب ہیں حکیم جگرانوی صاحب [1] وہ بتاتے ہیں کہ والد صاحب کے پاس ایک شخص آیا اَور اُس کو بیماری تھی سوزاک کی اور ٹھیک ہی نہیں ہوتی تھی کسی بھی طرح، اُنہوں نے جو کچھ نسخے تھے اُن کے پاس استعمال کرڈالے نہیں فائدہ ہوا سوچتے رہے سوچتے سوچتے اُن کی سمجھ میں ایک دوا آئی کہ اِس آدمی نے یہ گناہ کیا ہے اِس گناہ کی سزا میں اِسے یہ مرض ملا ہے اَور اِس مرض کی وجہ سے اِس گناہ کی وجہ سے اِس کے مطابق یہ دَوا (صحیح) بیٹھ سکتی ہے وہ دوا ہے ہی نہیں دواؤں میں شمار ہی نہیں ہے اُس کا، وہ اُنہوں نے دوا استعمال کرائی اَور اُسے فائدہ ہوا گھر میں ذکر کیا اپنی اَولاد سے کہ ایسے ہے ایسے ہے اَور نیت جو رکھو وہ یہ رکھو کہ اللہ شفا دے۔

تین طریقوں سے آپ ﷺ نے علاج کو مفید فرمایا :

اور پسند آپ کی یہ تھی کہ اَلشِّفَاءُ فِیْ ثَلٰثٍ تین چیزوں میں بہت فائدہ ہے ایک شَرْطَۃُ مِحْجَمٍ سینگی لگوانی خون نکلواتے رہنا ایک تو اِس میں بہت شفا ہے اَور شَرْبَۃُ عَسْلٍ شہد پیتے رہنے میں اَور تیسری چیز فرمائی کَیَّۃٌ مِّنْ نَّارٍ آگ سے دغوانا۔ اَب آگ سے داغتے ہوں گے اگر بخار کسی کو ہے تو کس جگہ داغا جائے؟ یہ تو وہی آدمی جو اُس زمانے کے لوگ تھے یا اَب چین میں شاید اِس طرح کا علاج ہو وہ جانتے ہوں کہ فلاں جگہ سے خون نکالا جائے تو فلاں مرض ٹھیک ہوجائے گا اَور زخموں کو داغنا یہ تو آج رواج ہے اِس کا، نکسیر نہیں بند ہوتا تو پھر اُس کو ٹانکا لگاتے ہیں داغتے ہیں کسی طرح سے اَور بیماری سے اُن خاص حصوں کو داغنا

---

[1] حکیم شریف صاحب جگرانوی مرحوم

کہ جن سے وہ بیماری جاتی رہے یہ علاج عرب میں ہے اَب بھی موجود ہے وہاں کے جو اَعرابی ہیں دیہاتی علاقے کے قبائلی لوگ وہ کرتے ہیں اِس کا علاج فالج وغیرہ کا کرتے ہیں اَور بہت کامیاب ہوتا ہے مگر اُس میں پانی کے استعمال نہ کرنے کی شرط ہے۔

داغنے کو ترجیح نہ دی جائے :

لیکن فرمایا اَنْھٰی اُمَّتِیْ عَنِ الْکَیِّ [1] میں اپنی اُمت کو یہ آگ کے ذریعے سے داغ کر جو علاج کیا جاتا ہے اِس سے منع کرتا ہوں کہ یہ طریقہ وہ نہ استعمال کیا کریں یعنی یہی دو چیزیں پھر فائدہ دے سکتی ہیں خون نکلوا دینا اَور شہد پیتے رہنا اِس سے بھی فائدہ ہوسکتا ہے اَور دواؤں کا بھی اِرشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتباعِ سُنّت کی توفیق دے، آمین۔ اِختتامی دُعاء............

ختمِ بخاری شریف

اس سال جامعہ مدنیہ جدید میں ختم بخاری شریف کے موقع پر بڑے جلسہ کا اِنعقاد نہیں ہوگا۔ حاضرین بغیر کسی دعوت کے اپنی خواہش کے مطابق شرکت فرما سکتے ہیں مشورہ میں یہی طے پایا ہے۔ آخری حدیث شریف کے بعد اختتامی دُعا اِنشاء اللہ کیم جولائی بروز بدھ صبح گیارہ بجے ہوگی۔ (ادارہ)

الداعی الی الخیر

سیّد محمود میاں غفرلہٗ و اَراکین و خدام جامعہ مدنیہ جدید

فون : 7726702 - 042 موبائل : 4249301 - 0333

فون V : 6152120 - 042

نوٹ : خواتین زحمت نہ فرمائیں

---

[1] بخاری شریف ج ۲ ص ۸۴۸۔ مشکوۃ شریف ص ۳۸۷

ملفوظات شیخ الاسلام

حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

﴿ مرتب : حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکوی رحمہ اللہ ﴾

☆ سورۂ قریش پڑھنے اَور مداومت کرنے سے اُمید قوی ہے کہ فقر و فاقہ اَور دُشمنوں کی ایذاء رسانی میں کمی ہوگی اَور تحفظ ہوتا رہے گا۔

☆ رات کو سوتے وقت آیت الکرسی اَور چاروں قل سے بدخوابی اَور شیاطین وخبائث کی تاثیرات دُور ہوتی ہیں اَور انسان محفوظ ہوتا ہے۔

☆ سورۂ ناس پر مداومت کرنے سے نماز اَور دُوسری عبادتوں میں خطرات اَور بُرے خیالات وغیرہ سے تحفظ ہوگا۔

☆ اللہ تعالیٰ خلوص اَور عزمِ قلبی کی دُعائیں ضرور قبول فرماتا ہے یہ اُس کا وعدہ ہے۔ وہ کریم وکارساز اپنے فضل وکرم سے اپنے وعدوں کو پورا کرتا ہے۔

☆ دیہات اَور قصبات کی عورتیں شرمیلی، کم گو، معمولی خوراک و پوشاک پہ قناعت کرنے والی، شوہر کی تابعدار، وفادار جان نثار ہوتی ہیں۔ تنگی اَور عسرت میں بھی صابر اَور شاکر رہتی ہیں۔ طلاق کا طلب کرنا، شوہر کو جواب دینا، مقابلہ پر اُتر آنا اُن میں نہیں ہوتا اَور اگر ہوتا ہے تو بہ نسبت شہری عورتوں کے بہت ہی کم ہوتا ہے عموماً عفیف ہوتی ہیں۔

☆ جس طرح ایک انجینئر کے لیے ضروری ہے کہ مکان کی تعمیر سے پہلے اپنے ذہن میں سوچ لے کہ اِس قطعۂ زمین میں اس کے مناسب جملہ ضروریات کس مناسبت سے تعمیر ہوں گی اِسی طرح خالقِ زمین و زماں نے اپنے علمِ اَزلی میں مستقبل کے لیے ایک علمی نقشہ تیار فرمایا اَور پھر اُس کا نقشہ تحریری مرتب کیا جس کو لوحِ محفوظ میں پوری طرح مندرج کر دیا جس طرح انجینئروں کا نقشہ مکمل وہی شمار ہوتا ہے جو کہ عمارت کی ہر چھوٹی بڑی چیز کو حاوی ہو اِسی طرح خداوندی نقشہ میں کوئی چیز چھوڑی نہیں گئی وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ

کِتَابٍ مُّبِیْنٍ جیسے کہ انجینئر کے نقشہ کے مطابق ہی تعمیر ہوتی ہے اَور معماروں کی جدوجہد یہی ہوتی ہے کہ جو نقشہ اِنہیں دیا گیا ہے اُسی کے مطابق تعمیر تیار کریں اِسی طرح کارکنانِ تکوین وایجاد فرشتے تمام اُمور میں اسی نقشہ ہی کی تعمیر کرتے رہتے ہیں جو اُن کو دیا گیا ہے اَور جس میں سے بعض نقشے اُن کو شب براءت یا شب قدر میں دِیے جاتے ہیں فِیْھَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ .

☆ عادتِ الٰہی اَور قانونِ خداوندی مقرر ہے کہ جب کوئی اِنسان یا جن کسی کام میں اپنا پکا اِرادہ لگاتا ہے تو وہ اُس کو موجود کر دیتا ہے اَور پیدا کر دیتا ہے انسان اپنے اِس علم اَور اِرادہ کی وجہ سے ہی مستحقِ ثواب ومدح اَور عقاب وذَم ہوتا ہے انسان اپنے اِس اِرادہ اَور علم میں اپنے آپ کو مجبور اَور مقہور نہیں پاتا ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ باوجودیکہ علمِ الٰہی کے خلاف نہیں ہوتا مگر علمِ الٰہی اَور تقدیر اختیارات والی مخلوق کا اختیار و اِرادہ سلب نہیں کرتے اَور نہ چھینتے ہیں۔

☆ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو اللہ نے قرآن دیا ہو پھر کسی کی اَور نعمت کو دیکھ کر ہوس کرے تو اُس نے قرآن کی قدر نہ جانی۔

☆ علمِ تجوید ہندوستان میں الٰہ آباد ہی سے پھیلا ہے قاری عبدالرحمٰن صاحب کے تلامیذ اکثر اَطراف ملک میں تعلیم دیتے ہیں۔

☆ اُمتِ (محمدیہ علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) اہل اللہ سے خالی نہیں رہ سکتی ہاں کم وبیش کا زمانہ اوّل وآخر میں فرق ضروری ہے۔

☆ اس شب (براءت) میں اپنے لیے اَور اپنے بڑوں کے لیے اَور تمام مسلمانوں کے لیے دُعاء کرنی چاہیے اَور اگر ممکن ہو تو بغیر تزک واحتشام اَور اجتماع کے قبرستان میں جا کر تمام مُردوں کے لیے مغفرت کی دُعاء کرنی چاہیے اَور جو کچھ ہو سکے پڑھ کر اُن کو بخشنا چاہیے۔ جو طریقہ لوگوں نے میلہ لگانے کا قبروں پر چراغاں کرنے کا جماعت جماعت جانے کا جاری کیا ہے بالکل غلط ہے جو لوگ قبرستانوں وغیرہ میں جا کر آتش بازی کرتے ہیں وہ سخت گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں علٰی ہذا القیاس حلوا وغیرہ پکانا اَور اِس کو مذہبی رسم شمار کرنا بالکل غلط چیز ہے۔ اگر مُردوں کو ثواب پہنچانا منظور ہے تو اوّل تو جنابِ رسول اللہ ﷺ سے قبرستان میں جا کر صرف دُعاء منقول ہے۔ دوم یہ کہ مال خرچ کر کے ہر وقت میں جبکہ وہ فقیروں اَور حاجت مندوں کو دیا جائے اَور

نام ونمود مطلوب نہ ہو تو تمام اَوقات میں ہوسکتا ہے وہ چیز دینی چاہیے جوکہ فقیروں کی حاجت رَوائی کرے حلوے سے پیٹ نہیں بھر سکتا اُس کی بھوک دُور نہیں ہوسکتی بیوقوف لوگوں نے یہ طریقہ ہندوؤں کے تہواروں سے دیکھ کر اختیار کیا ہے نہ کتبِ دینیہ معتبرہ سے اِس کی سند ہے اَور نہ اسلامی ممالک میں اِس کا رَواج ہے۔

☆ اگر ہوسکے تو ۱۴/ ۱۵ (شعبان) کو دو روز نفل روزے رکھے جائیں اَور رات کو نیز دن کو اپنے مقاصدِ دینیہ اَور دُنیاویہ کے لیے دُعاء کی جائے عورتوں اَور مردوں دونوں کے لیے یہی اعمال ہیں ہاں عورتوں کو مقابر پر نہ جانا چاہیے۔ ع

کفر کافر را و دین دیندار را ذرّہ دردت دل عطار را

یہ دُھن اگر برسوں میں بھی حاصل ہوجائے بسا غنیمت ہے ذکر و شغل میں جو حصہ بھی عمر عزیز کا صرف ہوجائے وہ ہی زندگی ہے۔

☆ جبکہ فرعون جیسے مدعی الوہیت کے سامنے فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا اَور بدبختانِ عرب کے مقابل اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ کا اِرشاد ہے تو ہم ناکاروں کو ابنائے زمان [۱] کے مقابل بدرجۂ اَتم اِس پر چلنا ہوگا۔

☆ حضرت مولانا حسین علی مرحوم کے متوسلین میں تشدد بہت زیادہ ہے جوکہ غلط درجہ تک پہنچ جاتا ہے يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا [۲] (الحدیث) کے خلاف ہے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب اَنوار القلوب کے بالکل مخالف ہے اگرچہ بریلویوں کے غلو کا جواب اِسی طرح ہوتا ہے۔

☆ اِس دَورِ فتن میں دین کو پکڑنا قبض علی الجمر [۳] کے مترادف ہے سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہیے۔ اگر تعلیماتِ دینیہ کا مشغلہ ہو تو زیادہ مفید اَور ضروری معلوم ہوتا ہے ورنہ تبلیغی جماعت کا پروگرام اَنسب ہے کم اَز کم سلفِ صالحین کے قدم بقدم رہنا تو نصیب ہوتا ہے جو جماعتیں نئی نئی زرق برق پوشاک میں نمودار ہورہی ہیں اُن کی چمک دَمک میں محو ہوجانا انتہائی خطرناک ہے۔

---

[۱] موجودہ دور کے لوگ [۲] تم دونوں (وہاں جاکر) لوگوں پر آسانیاں کرنا مشکلات میں مت ڈالنا اور خوشی کی باتیں کرنا بیزاری میں مبتلا نہ کرنا۔ [۳] اَنگارہ ہاتھ میں رکھنا۔

علمی مضامین سلسلہ نمبر ۳۱، قسط : ۱۵

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہوسکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کردیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہوچکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہوجائیں۔ (اِدارہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر اور حکیم نیاز احمد صاحب کا مغالطہ

حضرتِ اقدس رحمہ اللہ اور حکیم نیاز احمد صاحب کے درمیان خط و کتابت [1]

حضرت اقدس رحمہ اللہ کا خط

محترمی و مکرمی دام ظلکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

آپ نے اپنی ۲۲ مارچ کی تحریر کے ص ۱ نمبر ۱ پر پھر اِسی بات کا اعادہ کیا ہے کہ روایتِ ہشام اَصل ہے اور باقی متابع یا مؤید ہیں۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے : '' شَرَحُ نُخْبَةُ الْفِکَرْ دیکھیے'' اِسی طرح مثالیں دی ہیں۔ صحابہ میں تو ہر ایک صحابی کی روایت مستقل ہوگی۔ صحابی جراح و تعدیل سے وراء ہے لیکن صحابی سے تابعی کی روایت میں جرح و تعدیل جاری ہوتی ہے۔

اُصولِ حدیث عقل کے عین مطابق وضع کیے گئے ہیں مثلاً یہ اُصول رویتِ ہلال پر آج بھی چلتے ہیں میری اور آپ کی گفتگو پر بھی جاری ہوں گے۔ یہ اُصول جس طرح اُن حدیثوں میں جاری ہیں جو جناب

---

[1] گزشتہ شماروں میں قارئین نے جہلم کے حکیم فیض عالم صاحب کی حضرت اقدس قدس سرہ العزیز سے طویل خط و کتابت ملاحظہ فرمائی، اَب اپریل ۲۰۰۸ء کے شمارہ سے سرگودھا کے حکیم نیاز احمد صاحب کی حضرت اقدس رحمہ اللہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضور اکرم ﷺ سے شادی کے وقت عمر کے متعلق طویل خط و کتابت ملاحظہ فرمائیں گے۔ حکیم صاحب نے اِس سلسلہ میں ایک ضخیم کتاب لکھی ہے حکیم صاحب کو مغالطہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نکاح و رُخصتی کے وقت جو عمر اَحادیث میں آئی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ پیش نظر صفحات میں اِسی خط و کتابت کو دیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

رسول اللہ ﷺ سے چلی ہیں اِسی طرح اُن حدیثوں پر بھی جاری ہوں گے جو صحابۂ کرامؓ سے چلی ہیں۔ چنانچہ صحابۂ کرام کے فتاوی اور قضایا سب اِن تعریفات کے تحت آتے ہیں۔ اِنہیں اَثر متواتر اَثر مشہور اور خبرِواحد کا نام دیا جائے گا۔

یہ حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے چلی ہے اِس لیے آگے نقل کرنے والے سب جدا جدا حاملینِ حدیث شمار ہوں گے۔ اِن میں مطابعت کا قاعدہ جاری نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ آپ نخبۃ الفکر کے شروع ہی میں دیکھیں کہ اُنہوں نے خبرِ متواتر اُسے قرار دیا ہے کہ جس پر عادۃً یہ محال ہو کہ سب نے متفق ہو کر یہ بات بنائی ہے۔ پھر آگے چل کر پھر اُنہوں نے یقین کی تعریف میں علمِ ضروری کا ذکر کیا ہے اور علمِ ضروری وہ ہے کہ اِنسان اُسے ماننے پر مجبور ہو جائے اُس کا رد کرنا ممکن نہ ہو۔ نیز نخبۃ الفکر کے شروع ہی میں ص ۲۷ پر وَقَدْ يَقَعُ فِيْهَا اَىْ فِىْ اَخْبَارِ الْاٰحَادِ کے حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں جو مثال دی ہے وہ قاضی اور بادشاہ کے فرستادہ کی دی ہے۔ اور آپ نے اِسی خط میں ص ۳ نمبر ۶ میں امام بخاری کی جن چھ لاکھ حدیثوں کا ذکر کیا ہے کیا وہ صرف اقوال افعال اور تقاریر رسول اللہ ﷺ تھیں۔ اگر ایسا خیال ہے تو غلط ہے بلکہ اِتنی روایات مع فتاوی وقضایا صحابہ وتابعین ہوتی ہیں۔ امام بخاری نے اگر کسی صحابی کا قول نقل کیا ہے تو اگر اُس کے راوی اُن کی شرائط پر پورے اُترتے تھے تو وہ اُس کی سند ذکر کرتے تھے ورنہ فقط ''قَالَ'' یا ''يُذْكَرُ عَنْ فُلَانٍ'' کہہ دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر کتاب العلم میں بَابُ مَنْ خَصَّ بِالْعِلْمِ قَوْمًا دُوْنَ قَوْمٍ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اِرشاد نقل کیا تو اُس کی سند بھی نقل کی ہے (بخاری ص ۲۴) ورنہ خاصے لمبے لمبے تراجمِ ابواب میں فقط اَقوال نقل فرمائے ہیں سند نہیں دی۔ مثلاً ملاحظہ فرمائیں ص ۲۹ بَابُ مَنْ لَّمْ يَرَا لْوُضُوْءَ اِلَّا مِنَ الْمَخْرَجَيْنِ اور یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے اِس میں یہی شکلیں جاری ہوں گی۔

مقدمہ ابن صلاح میں '' معرفة الموقوف '' کے عنوان کے تحت یہ قاعدہ لکھا ہے :

وَهُوَ مَا يُرْوٰى عَنِ الصَّحَابَةِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِنْ اَقْوَالِهِمْ اَوْ اَفْعَالِهِمْ وَنَحْوِهَا فَيُوْقَفُ عَلَيْهِمْ وَلَايَتَجَاوَزُ بِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ اَنَّ مِنْهُ مَا يَتَّصِلُ الْاِسْنَادُ فِيْهِ اِلَى الصَّحَابِىْ فَيَكُوْنُ مِنَ الْمَوْقُوْفِ الْمَوْصُوْلِ وَمِنْهُ مَالَايَتَّصِلُ اِسْنَادُهٗ فَيَكُوْنُ مِنَ الْمَوْقُوْفِ غَيْرِ الْمَوْصُوْلِ عَلٰى حَسْبِ

مَاعُرِفَ مِثْلُهٗ فِی الْمَرْفُوْعِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ . وَمَا ذَكَرْنَاهُ مِنْ تَخْصِيْصِهٖ بِالصَّحَابِیْ فَذَالِكَ اِذَا ذُكِرَ الْمَوْقُوْفُ مُطْلَقًا وَقَدْ يُسْتَعْمَلُ مُقَيَّدًا فِیْ غَيْرِالصَّحَابِیْ فَيُقَالُ " حَدِيْثُ كَذَا وَكَذَا وَقَفَهٗ فُلَانٌ عَلٰی عَطَاءٍ اَوْ عَلٰی طَاؤُسٍ اَوْ نَحْوِ هٰذَا " وَمَوْجُوْدٌ فِیْ اِصْطِلَاحِ الْفُقَهَاءِ الْخَرَاسَانِيِّيْنَ تَعْرِيْفُ الْمَوْقُوْفِ بِاِسْمِ الْاَثَرِ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ الْفُوْرَانِیْ مِنْهُمْ فِيْمَا بَلَغَنَا عَنْهُ . اَلْفُقَهَاءُ يَقُوْلُوْنَ " اَلْخَبَرُ مَا يُرْوٰی عَنِ النَّبِیِّ ﷺ وَالْاَثَرُ مَا يُرْوٰی عَنِ الصَّحَابَةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ .(مقدمه ابن الصلاح ص ۴۱ و ۴۲)

(۲) پھر متابعت کی ضرورت وہاں ہوتی ہے جہاں صرف ایک راوی اور ایک سند مل رہی ہو۔یعنی تفرد وغرابت پائی جارہی ہو۔اور یہاں غرابت نہیں پائی جارہی ۔تفرد اور غرابت کا مدار تابعی پر ہے کہ وہ ایک ہے یا زائد ہیں۔نخبۃ الفکر ہی میں ملاحظہ فرمائیں ثُمَّ الْغَرَابَةُ ص ۲۲ سے بہت آگے تک۔اور اِس حدیث میں تابعین سے نیچے کم رہے ہیں یا تعداد پوری رہی ہے تو یہاں حضرت عائشہؓ سے سننے والے بھی بہت ہیں اور آگے بڑھتے ہی چلے گئے ہیں۔اور یوں ہی سنی سنائی بات نہیں ہے کہ اپنی عقل سے کسی نے گھڑ لی ہو بلکہ حضرت عائشہؓ کی بیان کردہ بات ہے۔

(۳) یہ حدیث یا متواتر مانی جائے گی کیونکہ حضرت عائشہؓ سے اِس کے راوی اِتنے ہو گئے ہیں کہ عادۃً اُن کا غلط بات پر متفق ہونا محال ہے۔اور ایسا بھی نہیں ہے کہ ایسے ایسے جلیل القدر حضرات سے اِتفاقاً ایسی بات نکل گئی ہو۔

آپ نے لکھا تھا کہ ''ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اسے خبر متواتر فرمایا ہے۔'' اور میں ابن حزم کا حوالہ لکھ رہا ہوں اُنہوں نے اِسے اَمر مشہور قرار دیا ہے اور کوئی سند معین نہیں کی۔

قَالَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ اَلْحُجَّةُ فِیْ اِجَازَةِ اِنْكَاحِ الْاَبِ اِبْنَتَهُ الصَّغِيْرَةَ اَلْبِكْرَ اِنْكَاحُ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَلنَّبِیَّ ﷺ مِنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا وَهِیَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ........ وَهٰذَا اَمْرٌ مَشْهُوْرٌ غَنِيًّا عَنْ اِيْرَادِ الْاِسْنَادِ فِيْهِ . (المحلی ج ٦ الجزء التاسع ص ۵٦۱)

الغرض : آپ نے اپنے نزدیک یہ سمجھا ہے کہ تواتر، شہرت اَور خبر واحد ہونے کے لیے خاص جناب رسول اللہ ﷺ کا قول و فعل ہی ہونا ضروری ہے اور تعددِ رُواۃ میں ضروری ہے کہ وہ بھی صحابہ ہوں اور اُن ہی کی تعداد پر تواتر و شہرت وغیرہ کا مدار ہے۔ یہی آپ کے استدلال کی قوی ترین بنیاد ہے جو بالکل غلط ہے اِس پر ثریا تک تعمیر دُرست نہ ہو پائے گی۔

(۲) آپ نے تحریر فرمایا ہے اور پھر ص ۵ نمبر ۱۸ میں بھی دہرایا ہے کہ ''اَب میں اِس سلسلہ میں صحاح ستہ کے حوالجات قبول کروں گا اِس کے بعد کتاب الام، دارمی اور مسندِ امام احمد کے۔''

☆ اِس کے بارے میں عرض ہے کہ پھر آپ اپنی اِس تالیف کو انتخاب کا نام تو دے سکتے ہیں تحقیق کا نام نہیں دے سکتے۔ حالانکہ آپ نے ۲۰ ستمبر ۸۰ء کے خط میں تحریر فرمایا تھا کہ یہ تحقیق ہے۔ ایک مدرس اور محقق میں یہی فرق ہے محقق کو تحقیق کے بعد کسی متعین اور ٹھوس نتیجہ تک پہنچنا ضروری ہے۔ اسی طرح اور بھی گرامی ناموں میں کئی جگہ تحقیق پر زور دیا گیا ہے۔ اگر بقیہ کتابوں کو آپ نکالیں گے تو یہ تحقیق مکمل کیسے ہوگی۔

(۳) میں نے ایک صاحب کے کہنے پر اِسی موضوع پر علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب منگائی اُس کے مطالعہ سے اَندازہ ہوا کہ سب سے پہلے اِس بحث کو اُٹھانے والا محمد علی مرزائی تھا حرم نبوی میں جھانک کر تبصرہ کی گستاخی اِسی شخص نے کی۔ سید صاحب نے اِس کا جواب تحریر فرمادیا۔ مجھے خیال آرہا ہے کہ وہ آپ کے زمانہ تعلیم کا آخری دور یا فراغت کے فوراً بعد کا دَور تھا۔ اُس نے وسوسہ کی طرح آپ کو گھیر لیا اَور اَب تک نہیں چھوڑا۔ اور آپ کا اَصل ذوق فلسفہ اور منطق سے تھا عقلیات کے غلو نے نقصان دیا ورنہ آپ کے پاس یہ خیالات کیسے پہنچے؟ اور اِس تحقیق میں پڑنے کا داعیہ کونسی چیز بنی؟ اگر واقعی ایسا ہوا ہے تو اِس کا علاج تو اس مسئلہ میں گھسنا نہیں ہے بلکہ دُوسرے اَور کسی کام میں لگنا ہے۔

(۴) میں آپ نے فرمایا ہے کہ ''روایتِ تزوج اپنی ماہیت کے اعتبار سے خبرِ واحد میں شامل ہے کیونکہ یہ خبر متواتر تو ہے نہیں۔ متواتر میں تو شروع ہی سے بیان کرنے والوں کی بڑی تعداد ہوتی ہے جن کا جھوٹ پر جمع ہونا بھول جانا، دھوکہ دینا مستبعد ہوتا ہے اِس روایت کی یہ شان نہیں۔''

☆ کیوں؟ اِس روایت کی یہ شان کیوں نہیں ہے جبکہ روایت کرنے والے چار سے زائد ہیں۔

(۵) ترمذی میں روایت کے نہ آنے سے یہ سمجھنا کہ یہ اُن کے نزدیک قابلِ اعتناء نہ تھی یا اُس میں

کوئی علّت تھی محض آپ کا خیال ہے۔ اِمام ترمذی کی کتاب العلل موجود ہے۔ اگر اس میں علت ہوتی تو وہ ذکر کرتے اور اگر اِمام ترمذی بھول گئے تھے دُوسرے ائمہ حدیث کی کتبِ علل موجود ہیں کوئی تو اِسے معلول کہتا۔

صحیح بخاری کے ایسے ایسے بڑے حضرات شارح ہیں جو خود ائمہ حدیث ہیں وہ ذکر کرتے۔ امام بخاری پر تنقید کرنے والے بھی گزرے ہیں۔ اگر یہ روایت معلول ہوتی تو دارِ قطنی کچھ تو کہتے۔ رہا یہ امر کہ یہ روایت امام ترمذی کے ہاں قابلِ اعتناء نہ تھی اِس لیے اپنی کتاب میں نہیں لکھی، محض آپ کا خیال ہے۔ آپ نے پہلے بھی ایسے خیالات تحریر فرمائے تھے میں نے اُن کا جواب دیا تھا کہ اِن حضرات نے یہ ملحوظ رکھا ہے کہ جو حدیثیں دُوسرے محدث لکھ چکے ہیں اُن سے زائد اور کسی اعتبار سے مختلف روایات لائیں نہ یہ کہ بیٹھ کر وہی حدیثیں لکھ دیں جو اُستادوں کی کتابوں میں آچکی ہوں۔ اگر یہ لوگ ایسا کرتے تو اُن کا کوئی کمال نہ ہوتا نہ اُن کی کتاب جدا کتاب ہوتی نہ یہ جدا اِمام تسلیم کیے جاتے نہ ذخیرۂ حدیث میں اِضافہ ہوتا پہلے بھی ایک عریضہ میں یہ بات لکھ چکا ہوں مگر آپ بار بار اِس بدیہی بات سے ہٹ کر دُوسری توجیہ کی طرف ہی جاتے ہیں۔

روایات نہ لینے کی باتیں بھی ملاحظہ فرمائیں۔ بقول حافظ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ :

(الف) اِمام بخاری اور اِمام مسلم نے اِمام اعظم (رحمۃ اللہ علیہم) سے کوئی روایت نہیں لی حالانکہ اِن دونوں نے اِمام اعظمؒ کے چھوٹے شاگردوں کا زمانہ پایا ہے اور اُن سے روایت لی ہے۔

(ب) اِن دونوں نے امام شافعیؒ سے کوئی روایت صحیحین میں نہیں لکھی باجودیکہ وہ اُن کے بعض شاگردں سے ملے ہیں۔

(ج) امام مسلم نے اپنی صحیح میں امام بخاری سے ایک بھی روایت نہیں لکھی حالانکہ وہ اُن کے ساتھ رہے اور اُنہوں نے اپنی کتاب اُن کی کتاب کے طرز پر لکھی۔

(د) امام بخاری نے اِمام احمدؒ سے صرف دو حدیثیں لکھی ہیں ایک تعلیقاً اَور دُوسری بالواسطہ حالانکہ اُنہوں نے اِمام احمدؒ کی شاگردی میں وقت گزارا ہے۔

اِن حضرات کے اِس معاملہ کی وجہ اُن کی امانت و دیانت کے پیشِ نظر یہ ماننی پڑے گی کہ جو روایتیں پہلے حضرات لکھ چکے تھے اور محفوظ ہو چکی تھیں اُنہیں چھوڑ کر دُوسری روایات لکھنی پسند کی ہیں تاکہ وہ محفوظ ہو جائیں۔

(ہ) اِمام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں اِمام مالکؒ سے بواسطہ اِمام شافعیؒ صرف پانچ روایتیں دی ہیں۔ حالانکہ وہ اِمام شافعیؒ کے ہمنشین رہے ہیں اور اُن سے موطاء سنی ہے اور اُس کے قدیم راویوں میں شمار ہوئے ہیں۔

اِس لیے آپ کی مذکورہ توجیہہ دُرست نہیں سمجھتا۔ آپ کا اَندازِ تحریر ایسا ہوتا ہے کہ جیسے آپ نے پوری تحقیق کر کے کسی بات کا دعویٰ کیا ہو۔ اِس سے ہر ناواقف شخص بے حد مرعوب ہوسکتا ہے۔ میں نے کتاب ترمذی کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ فرضی طور پر عَلٰی سَبِیْلِ التَّسْلِیْمِ تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اِمام ترمذی نے یہ روایت اِمام احمد واسحاق کا مسلک بیان کرتے ہوئے اُن کے حوالہ سے ترمذی میں لکھی ہے کہ فلاں مسئلہ میں ان ہر دو اِماموں نے اِس حدیث سے استدلال فرمایا ہے ملاحظہ ہو **باب ماجاء فی اکراہ الیتیمۃ علی التزویج ص ۱۳۲ ج ۱ ترمذی** ۔

(۶) میں تحریر فرمایا ہے اِمام بخاری نے ہشام کی روایت لی ہے اَور روایتوں کو ترک کر دیا ہے اور چھ لاکھ اَحادیث میں سے اپنی کتاب میں درج کرنے کے لیے اِس روایت کا انتخاب کیا۔

☆ اِس اندازِ تحریر سے معلوم ہو رہا ہے کہ چھ لاکھ حدیثیں حضرت عائشہ کے متعلق تھیں اور اُن میں سے صرف ایک حدیث اُنہوں انتخاب کی۔

پھر آپ نے تحریر فرمایا ہے : روایتِ اسود روایتِ ابوعبیدہ وغیرہ ضرور اُنہیں پہنچی ہوں گی کیونکہ صحاح ستہ کے تمام مصنفین ہم عصر ہیں۔

☆ آپ کی یہ بات بہت کمزور ہے۔ آپ جانتے ہیں اِس کتاب کا نام اُنہوں نے جامع صحیح اور مختصر رکھا ہے اُنہوں نے تصریح فرمادی ہے **وَتَرَکْتُ مِنَ الصِّحَاحِ لِحَالِ الطُّوْلِ** میں نے طوالت کی وجہ سے صحیح حدیثیں چھوڑ دی ہیں۔ (مقدمہ ابن صلاح ص ۱۶)

دُوسری بات یہ ہے کہ ہم عصر ہونے سے بلکہ ہم عصر اور اَعلم ہونے سے بھی یہ ضروری نہیں ہوتا کہ علم میں بالکل برابر ہو۔ آپ کے سامنے مثال موجود ہے کہ حدیث میں آیا ہے گھر میں اجازت چاہنے کے لیے تین بار سلام کریں اگر صاحب خانہ کی طرف سے جواب نہ آئے تو واپس چلے جاؤ، یہ حدیث حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو اور اُن کی طرح اور بھی کئی صحابہ کو معلوم تھی مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو باوجود **مِنْ اَعْلَمِ الصَّحَابَۃِ** ہونے کے

معلوم نہ تھی۔ تو ہوسکتا ہے کہ دُوسری روایات اِمام بخاریؒ کو معلوم ہی نہ ہوں یا اُنہیں ایسی سند سے پہنچی ہوں جس کے رجال اُن کی شرائط پر نہ اُترتے ہوں۔

اُنہوں نے کہا اَحْفَظُ مِأَةَ اَلْفِ حَدِیْثٍ صَحِیْحٍ. (مقدمہ ص ۱۶) مجھے ایک لاکھ صحیح حدیثیں یاد ہیں جبکہ صحیح بخاری میں مکررات سمیت صرف سات ہزار دوسو پچھتر حدیثیں ہیں۔

(۸) میں بخاری ابو داؤد کتاب الام للشافعی کے ذکر کے بعد آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ''ان حضرات کے نزدیک اِس سند کے سواءاَور کسی سند سے یہ روایت ثابت ہی نہیں۔''

☆ مجھے بھی مطلع فرمائیں کہ اُنہوں نے یہ کہاں لکھا ہے کہ اِس سند کے علاوہ اور کسی سند سے یہ روایت ثابت ہی نہیں۔ ورنہ اُن کی طرف آپ ایسی بات منسوب کررہے ہیں جو آپ کے اپنے ذہن کی ہے اُن کی فرمودہ نہیں ہے۔ اپنی معلومات ضبطِ تحریر میں لانا الگ بات ہے اَور دُوسری سند کی نفی کرنا بالکل جدا بات ہے، اُنہوں نے دُوسری سندوں کی نفی ہرگز نہیں کی۔

(۹) آپ نے فرمایا ہے کہ ''اِمام مسلم نے حضرت عروہؓ عن عائشہ اور حضرت اسودؓ عن عائشہ دُونوں روایتیں دی ہیں۔ اُن کے نزدیک یہ دوراوی ہیں باقی کو اُنہوں نے نا قابلِ اعتبار خیال کر کے ترک کردیا۔''

☆ سبحان اللہ! یہ بھی عجیب بات ہے۔ اِمام مسلم کا یہ مقولہ ہر حنفی عالم جانتا ہے اور دہراتا ہے کہ ''میں نے ہر حدیث جو میرے نزدیک صحیح ہو اپنی اِس کتاب میں جمع نہیں کر ڈالی'' اِنَّمَا وَضَعْتُ ھٰھُنَا مَااَجْمَعُوْا. (مقدمہ ص ۱۶)

اگر اُنہوں نے یہ دعوی کیا ہوتا کہ جو حدیث میری اِس کتاب میں نہیں ہے وہ میرے نزدیک قابلِ اعتبار ہی نہیں تب آپ کی بات دُرست ہوسکتی تھی اُنہوں نے آپ کی بات کے برعکس صراحت کردی ہے مگر آپ پھر بھی اپنی مفروضہ بات دہرارہے ہیں جو بے اَصل ہے یہ بات آپ کی شان سے بعید ہے۔

(۱۰) آہستہ آہستہ آپ نے ابن ماجہ کے حوالہ سے تیسرے راوی ابوعبیدہ سے بھی روایت کا ثبوت مان لیا، مگر اَندازِ فکر کی غلطی بدستور نمایاں ہے کہ ''ابن ماجہ نے روایت اسود کو قابلِ اعتبار خیال نہیں کیا'' مہربانی فرما کر یہ بھی تحریر فرمائیں کہ ابن ماجہ نے یہ کہاں فرمایا ہے کہ روایتِ اسود میرے نزدیک قابلِ اعتبار نہیں۔ اگر

کسی کتاب میں آپ کو یہ مل جائے تو ٹھیک ہے ورنہ اِس اندازِ فکر سے توبہ کرنی چاہیے یہ بے دلیل اور فرضی باتیں ہیں۔

(۱۱) آپ نے نسائی شریف کے حوالہ سے چوتھی روایت ابوسلمہ عن عائشہ بھی ظاہر فرمادی۔ مگر یہاں آپ نے پھر اپنے منفی ومتاثر اندازِ فکر کو دخل دے کر یہ فرمادیا کہ صحاح ستہ میں سے صرف ایک مصنف کے بیان سے یہ روایت شہرت کے درجہ کو نہیں پہنچ جاتی۔

☆ میں اِس منفی اندازِ فکر سے متاثر نہیں ہوسکتا بلکہ جناب سے عرض کروں گا کہ اِس اندازِ فکر کو چھوڑ دیں۔ یہ اسلاف کا اندازِ فکر نہیں ہے۔ ہمارے یہاں اِس اندازِ فکر کی ترویج سر سید نے کی ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اُن کی اِس حدیث کو سننے والے چار حضرات تو صرف صحاح ستہ میں موجود ہیں۔ باقی اور جو ہیں اُن سے آپ بحث نہیں فرماتے کیونکہ دائرہ تحقیق صحاح ستہ ہی میں محصور رکھنا چاہتے ہیں۔ اور اُن میں بھی آپ بخاری کو مدلس اور کتاب مسلم فُلَانٌ مِنَ الشِّیْعَةِ وغیرہ پہلے لکھ چکے ہیں گویا یہ کتابیں آپ پہلے بیکار کر چکے ہیں غرض بہر قیمت اپنا مفروضہ ثابت کرنے کا تہیہ کیے ہوئے ہیں۔ آپ نے ۱۲، ۱۳، ۱۴ میں بھی اِسی منفی اندازِ فکر کا اظہار فرمایا ہے۔

(۱۵) میں تحریر فرماتے ہیں کہ کتاب میں آنے کے بعد وہ روایت متواتر ہوجاتی ہے۔ یہ بات خود آپ کے مؤقف کے خلاف جاتی ہے۔ اِس پر میں قدیم مصنفات کے طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اِس قاعدہ سے دُوسری سندیں بھی تواتر سے ثابت ہیں لیکن آپ کا دائرہ کار بعد کی صحاح ستہ ہیں۔

(۱۶) میں اصولِ حدیث میں سے ایک قاعدہ ہے۔

(۱۷) اور اس کے الف، ب، ج سب میں آپ نے اپنا مفروضہ ثابت کرنے کی کوشش فرمائی ہے کہ اِسے کسی طرح خبرِ واحد تسلیم کرائیں اور اِس میں اَصل اُور متابع پیدا کر ڈالیں کہ فلاں نے پہلے یہ روایت لکھی بعد میں دُوسری روایت لکھی لہٰذا وہ اِس کے نزدیک بعد کی ہوئی یا فقط مؤید ہوئی۔ اور سند واحد عن واحد ہے اسی بات کا بار بار اعادہ چل رہا ہے۔ لیکن اتنی سندیں واحد عن واحد ہوجائیں تو اصولِ حدیث کی رُو سے اسے متواتر کہا جائے گا جیسے ۱ تا ۳ میں عرض کر چکا ہوں۔

(۱۹) (الف) ''ابن ابی شیبہ نے اپنی انفرادیت ظاہر کرنے کے لیے صرف روایت کو کافی خیال کیا''

☆ یہ دعوی ہے جو آپ کے سابقہ مفروضہ پر مبنی ہے۔

(ب) ''بایں ہمہ صحاح خمسہ کو مصنَّف پر ترجیح حاصل ہے اور یہ مسلمات میں سے ہے''۔

☆ یہ مسلمات میں سے ہونے کی دلیل کیا ہے؟

(ج) نیز ''ابو معاویہ عن الاسود سند سافل ہے''

☆ کیوں؟ کیا اُسود کا درجہ عروہ سے کم ہے۔ یہی روایت مسند احمد میں موجود ہے۔ مسند احمد ج ۶ ص ۴۲۔ تو ابن ابی شیبہ کا تفرد بھی نہیں رہا۔ اور مسلم شریف میں اِمام مسلم نے یحیٰی بن یحیٰی ، اسحاق بن ابراھیم اور ابو کُرَیبْ مزید ذکر فرمائے ہیں۔

۲۰۔ ۲۱ کا جواب یہ ہے کہ آپ نے ۲۳ر نومبر ۸۰ء کے خط میں نمبر ۳۹ پر تحریر فرمایا تھا کہ میرے نزدیک ''یہ صرف ایک تاریخی روایت ہے''۔ اِسی میں یہ بھی لکھا تھا کہ ''یہ روایت سیرت ابن اسحاق میں بھی نہیں ہے''۔

☆ اِس سے میں دو باتیں سمجھا تھا کہ (الف) آپ کے نزدیک تاریخی کتابوں کی اہمیت ہے اِس لیے معارف ابنِ قُتَیبہ کی روایت لکھی تھی۔ (اور آزادانہ تحقیق کرنے والوں کے نزدیک اِس کی اہمیت رہے گی اِس لیے میں اپنے نزدیک یہ حوالہ اَب بھی اُن کے لیے اہم خیال کرتا ہوں)۔ (ب) آپ نے سیرت ابن اسحاق کا ذکر موطاء اِمام مالک وغیرہ جیسی کتابوں کے ساتھ کیا تھا۔ جس کا مطلب یہ سمجھ میں آتا تھا کہ اگر اُن کتابوں میں سے کسی کتاب میں یہ روایت ہوتی تو آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کم عمری میں نکاح کی روایت تسلیم کر کے اُس کے قائل ہو جاتے اور موَقف بدل لیتے۔

آپ کے اِسی موضوع پر اِتنے کثیر مطالعہ کے باجود سیرت ابن اسحاق میں اِس روایت کا نہ ملنا محلِ تعجب ہے۔ یہ سیرت ابن ہشام کیا ہے۔ سیرت محمد ابن اسحاق ہی ہے۔ اور اُس میں روایتِ تزوج معہود بلانکیر موجود ہے۔

۲۲۔ یہ بھی تاریخ کے لحاظ سے عمدہ کتاب شمار ہوتی ہے۔ ابن سعد کی باتوں سے استدلال کیا جاتا ہے۔ اِس لیے اِسی نقطۂ نظر سے یہ حوالہ دیا گیا۔ (جاری ہے)

اُمتِ مسلمہ کی مائیںؓ قسط : ۴

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

﴿ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہری ﴾

آنحضرت ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت :

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت ﷺ کو دیگر تمام بیویوں کی بہ نسبت زیادہ محبت تھی۔ حضرت عَمرو بن العاصؓ نے ایک مرتبہ سوال کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہؓ، اُنہوں نے مکرر سوال کیا یا رسول اللہ مردوں میں سب سے زیادہ آپ کو کون محبوب ہے؟ فرمایا عائشہ کے والد۔ سائل نے سہ بار سوال کیا کہ اُن کے بعد؟ فرمایا عمرؓ۔ لیکن اِس قدر محبت کے باوجود کسی دُوسری بیوی کی ذرا حق تلفی نہیں فرماتے تھے۔ سب کے حقوق اور دِلداری اور شب باشی میں برابری رکھتے تھے۔ چونکہ طبعی محبت اختیاری نہیں ہے اِس لیے بارگاہِ خداوندی میں آپ ﷺ نے یہ دُعا کی تھی اَللّٰھُمَّ ھٰذَا قَسْمِیْ فِیْمَا اَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِیْ فِیْمَا تَمْلِكُ وَلَا اَمْلِكُ (اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے میرے اختیار کی چیزوں میں لہٰذا مجھے ملامت نہ کیجئے اُس چیز میں جس کے آپ مالک ہیں اور میرے قبضہ کی نہیں ہے) یعنی طبعی محبت غیر اختیاری ہے اِس میں برابری کرنا میرے اختیار سے باہر ہے۔ (جمع الفوائد)

حضورِ اقدس ﷺ کو اللہ جل شانہٗ نے معلم بنا کر بھیجا تھا اِس لیے آپ کو اللہ کی طرف سے ایسے حالات میں مبتلا کیا گیا جن سے اُمت کو راہ مل سکے۔ چونکہ اُمت کو چار بیویوں تک رکھنے کی اجازت ہے اِس لیے جو اُمتی اِس پر عمل کرے اُس کے لیے آنحضرت ﷺ کی زندگی سے سبق مل گیا کہ ایک بیوی سے طبعی محبت زیادہ ہو تو اِس پر مواخذہ نہیں لیکن حق کی ادائیگی میں سب کو برابر رکھنا فرض ہے اِس میں کوتاہی کی تو پکڑ ہوگی۔ ترمذی شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب ایک مرد کے پاس دو بیویاں ہوں اور وہ اُن کے درمیان برابری کا خیال نہ رکھے تو قیامت کے روز اِس حال میں آئے گا کہ اُس کا ایک پہلو گرا ہوا ہوگا۔ (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ شریف)

تربیت کا خاص خیال :

سیّدِ عالم ﷺ کو اگرچہ حضرت عائشہؓ سے بہت محبت تھی اَور اُن کی تربیت کا بھی خاص خیال فرماتے تھے اَور اللہ تعالیٰ سے ڈراتے رہتے جہاں لغزش نظر آتی فوراً آگاہ فرماتے اور سرزنش فرماتے ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک غزوہ میں تشریف لے گئے میں نے پیچھے ایک اچھا سا پردہ لٹکا دیا جب آپ ﷺ تشریف لائے تو اُس پردہ کو اِس زور سے پکڑ کر کھینچا کہ اُس کو پھاڑ دیا پھر فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ حکم نہیں دیا کہ پتھروں کو اَور مٹی کو لباس پہناویں ۔ (مشکوٰۃ عن البخاری والمسلم)

ایک مرتبہ چند یہودی آپ ﷺ کے پاس آئے اور اُنہوں نے دبی زبان سے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کے بجائے اَلسَّامُ عَلَیْکُمْ کہا۔ ''سَامْ'' موت کو کہتے ہیں اُن کا مطلب بددُعا دینا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اِس کے جواب میں وَعَلَیْکُمْ فرمادیا (یعنی تم پر موت ہو)۔ آنحضرت ﷺ نے تو اِسی قدر فرمایا لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سخت برہم ہوئیں اور غصہ سے اُنہوں نے فرمایا اَلسَّامُ عَلَیْکُمْ وَلَعَنَکُمُ اللّٰہُ وَغَضِبَ عَلَیْکُمْ (تم پر موت ہو اور خدا کی لعنت ہو اور خدا کا غضب ٹوٹے) یہ سن کر سیّدِ عالم ﷺ نے فرمایا : اے عائشہؓ ٹھہر نرمی اختیار کر اور بدکلامی سے بچ۔ عرض کیا آپ نے سنا نہیں اُنہوں نے کیا کہا ہے۔ سیّدِ عالم ﷺ نے فرمایا اَور تم نے نہیں سنا میں نے کیا جواب دیا؟ اُن کی بات میں نے اُن پر لُٹادی۔ اَب اللہ تعالیٰ میری بددُعا اُن کے حق میں قبول فرمائیں گے اور اُن کی بددُعا میرے حق میں قبول نہ ہوگی۔ (مشکوٰۃ)

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی بُرائی کرتے ہوئے کہہ دیا کہ صفیہ اِتنی سی ہے یعنی پستہ قد ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فوراً ٹوکا اور فرمایا کہ یقین جان! تو نے ایسا کلمہ کہہ دیا کہ اِسے اگر سمندر میں ملا دیا جائے تو اُسے بھی بگاڑ دے۔ (مشکوٰۃ شریف)

ایک روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آٹا پیس کر چھوٹی چھوٹی روٹیاں پکائیں اِس کے بعد اُنکی آنکھ لگ گئی۔ اِسی اثناء میں پڑوسن کی بکری آئی اور روٹیاں کھا گئی۔ آنکھ کھلنے پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اُس کے پیچھے دوڑیں یہ دیکھ کر حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! ہمسایہ کو اُس کی بکری کے بارے میں نہ ستاؤ۔

مختلف نصائح :

حضورِ اقدس ﷺ اکثر زُہد اور فکرِ آخرت اور خدا ترسی کی نصیحتیں فرماتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ

آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نصیحت فرمائی اے عائشہؓ چھوٹے گناہوں سے (بھی) بچ کیونکہ اللہ کی طرف سے اِن کے بارے میں مواخذہ کرنے والا موجود ہے۔(مشکوٰۃ شریف)

ایک مرتبہ سیّدِ عالم ﷺ نے نصیحت فرمائی کہ اے عائشہؓ اگر تو (آخرت میں) مجھ سے ملنا چاہتی ہے تو تجھے دُنیا میں سے اِتنا سا سامان کافی ہونا چاہیے جتنا مسافر اپنے ساتھ لے کر چلتا ہے اور مالداروں کے پاس بیٹھنے سے پرہیز کر اور کسی کپڑے کو پرانا سمجھ کر پہننا مت چھوڑ جب تک تو اُس کو پیوند لگا کر نہ پہن لیوے۔ حضرت عروہ بن زُبیر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ خالہ جان اِس نصیحت پر عمل کرتے ہوئے نیا کپڑا اُس وقت تک نہیں بناتی تھیں جب تک کہ پہلے بنائے ہوئے کپڑے کو پیوند لگا کر نہیں پہن لیتی تھیں اور جب تک کہ وہ خوب بوسیدہ نہ ہو جاتا۔(الترغیب والترہیب)

کثیر بن عبیدؒ کا بیان ہے کہ میں اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ اُس وقت اپنے کپڑے میں پیوند لگا رہی تھیں مجھ سے فرمایا ذرا ٹھہرو (ابھی بات کروں گی) اِس کام سے فارغ ہو جاؤں۔ چنانچہ میں نے توقف کیا۔ پھر جب گفتگو شروع ہوئی تو میں نے عرض کیا اے اُمّ المؤمنین! اگر میں باہر جا کر لوگوں سے کہوں کہ اُم المؤمنین پیوند لگا رہی تھیں تو لوگ آپ کو بخیل سمجھیں گے۔ اِس کے جواب میں فرمایا کہ سمجھ کر بات کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ جس نے پرانا کپڑا نہ پہنا اُسے نیا کپڑا پہننے میں کیا لطف آئے گا۔

کلماتِ حکمت وموعظت :

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بڑی صاحبِ حکمت وموعظت تھیں۔ بڑے پتہ کی بات فرمایا دیا کرتی تھیں۔ بعض صحابہؓ بھی اُن سے نصیحت کرنے کی فرمائش کیا کرتے تھے۔ زیادہ کھانے کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے دُنیا سے تشریف لے جانے کے بعد سب سے پہلی مصیبت یہ اُمت میں پیدا ہوئی کہ پیٹ بھر کر کھانے لگے۔ جب پیٹ بھرتے ہیں تو بدن موٹے ہو جاتے ہیں اور دِل کمزور ہو جاتے ہیں اور نفسانی خواہشیں زور پکڑ لیتی ہیں۔(صِفة الصفوة)

ایک مرتبہ فرمایا کہ گناہوں کی کمی سے بہتر کوئی پونجی ایسی نہیں ہے جسے لے کر تم اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو۔ جسے یہ خواہش ہو کہ عبادت میں محنت سے اِنہماک رکھنے والے سے بازی لے جاوے اُسے چاہیے کہ

اپنے کو گناہوں سے بچائے۔(صِفة الصفوة)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک خط حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام اِرسال کیا جس میں اپنے لیے مختصر نصیحت کرنے کی فرمائش کی۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اِس کے جواب میں فرمایا :

سَلَامٌ عَلَیْکَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنِ الْتَمَسَ رِضَی اللّٰہِ بِسَخَطِ النَّاسِ کَفَاہُ اللّٰہُ مُؤْنَةَ النَّاسِ وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَی النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰہِ وَکَّلَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَی النَّاسِ. وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ . (مشکوٰة شریف)

تم پر سلام ہو۔بعد سلام کے واضح ہو کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص لوگوں کی ناراضگی کا خیال نہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہو اللہ تعالیٰ لوگوں کی شرارتوں سے (بھی) اُسے محفوظ فرماتے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی رکھنا چاہتا ہو اللہ تعالیٰ (اُس کی مدد نہیں فرماتے بلکہ) اُسے لوگوں کے حوالے کر دیتے ہیں (وہ اُس کو جیسے چاہے استعمال کریں اور جس طرح چاہے اُس کا دلیہ بنائیں) **وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ .**

ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو (غالبًا اُن کی درخواست پر) یہ بھی لکھ بھیجا کہ :

اَمَّابَعْدُ فَاِنَّ الْعَبْدَ اِذَا عَمِلَ بِمَعْصِیَةِ اللّٰہِ تَعَالٰی عَادَ حَامِدُہٗ مِنَ النَّاسِ ذَامًّا. (صِفة الصفوة)

یعنی جب بندہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا کام کرتا ہے تو اُس کو اچھا کہنے والے بھی اُسے برا کہنے لگتے ہیں۔ (جاری ہے)

فراقِ رسول اللہ ﷺ

﴿ مولانا قاری قیام الدین صاحب الحسینی، پی ڈی خاں، جہلم ﴾

میں سہہ نہ سکوں گا یہ جدائی تیرے در کی
ہر چیز مرے دِل کو ہے بھائی ترے در کی

ہر چیز ہے پاکیزہ، میرا دِل بھی ، نظر بھی
ہے سایہ فگن مجھ پہ بڑائی ترے در کی

یہ جہدو مل، جذبۂ دِل، ذکرو عبادت
کیا کیا کہوں سب کچھ کمائی ہے ترے در کی

محسوس ہوا خُلد میں ہوں حشر سے پہلے
اللہ رے کیا خوب رسائی ترے دَر کی

چومے ہیں شب وروز قدم میں نے نبی کے
کہنے لگی جو خاک اٹھائی ترے دَر کی

کیا خوب ہے شان آپ کی اللہ کی نظر میں
قرآن میں خود راہ دکھائی ترے دَر کی

وہ مر کے بھی زندہ ہیں او زندہ رہیں گے
قسمت سے ملی جن کو گدائی ترے در کی

شیخین کے کیا کہنے ہیں پہلو میں نبی کے
اے کاش کوئی سمجھے گوہی ترے دَر کی

وہ ہوگئے پھر سارے ہی انسانوں سے اعلیٰ
صحبت جو ترے یاروں نے پائی ترے دَر کی

مشکل تھا ترے شہر تلک میرا پہنچنا
مجھ کو تو ہوا دوش پہ لائی ترے دَر کی

سمجھوں گا مجھے کونین کی دولت
ایمان پہ مجھے موت جو آئی ترے دَر کی

جو ہو کے خطا کار حسینیؔ نہیں مایوس
اس نے تو ہے بس آس لگائی ترے دَر کی

قسط : ۵

تربیتِ اَولاد

﴿ اَزافادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ ﴾

زیرِنظر رسالہ ''تربیتِ اولاد'' حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے افادات کا مرتب مجموعہ ہے جس میں عقل ونقل اور تجربہ کی روشنی میں اَولاد کے ہونے ، نہ ہونے ، ہوکر مرجانے اور حالتِ حمل اور پیدائش سے لے کر زمانۂ بلوغ تک رُوحانی وجسمانی تعلیم وتربیت کے اِسلامی طریقے اورشرعی احکام بتلائے گئے ہیں۔ پیدائش کے بعد پیش آنے والے معاملات ، عقیقہ ، ختنہ وغیرہ اُمور تفصیل کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں، مرد عورت کے لیے ماں باپ بننے سے پہلے اور اُس کے بعد اِس کا مطالعہ اولاد کی صحیح رہنمائی کے لیے انشاء اللہ مفید ہوگا۔

اِس کے مطابق عمل کرنے سے اَولاد نہ صرف دُنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی بلکہ ذخیرۂ آخرت بھی ثابت ہوگی اِنشاء اللہ۔ اللہ پاک زائد سے زائد مسلمانوں کو اِس سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

جو اَولاد مرجائے اُس کا مرجانا ہی بہتر تھا :

حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ قرآن مجید میں مذکور ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک بچہ کو قتل کر دیا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ نے یہ کیا کیا کہ ایک بے گناہ بچہ کو مار ڈالا۔ اور حضرت خضر علیہ السلام نے پہلے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے ساتھ رکھنے کی یہ شرط کر لی تھی کہ میرے کسی فعل پر اعتراض نہ کرنا اِس لیے اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا تم سے صبر نہ ہو سکے گا۔

اِس کے بعد اِس واقعہ کی یہ حکمت بیان فرمائی کہ اِس لڑکے کے والدین مؤمن ہیں اور لڑکا بڑا ہوکر کافر ہوتا۔ اور اُس کی محبت سے اُس کے ماں باپ بھی کافر ہوجاتے اِس لیے اِرادہ الٰہی یہ ہوا کہ اُس کا پہلے ہی خاتمہ کر دیا جائے اور اِس کے بدلے نیک اَولاد اُن کو ملے۔

اِس قصہ سے معلوم ہوا کہ جو بچے بچپن میں مرجاتے ہیں اُن کا مرجانا ہی بہتر ہوتا ہے۔ اِسی واسطے جو دیندار ہیں اُن کو اَولاد کے مرجانے کا غم تو ہوتا ہے لیکن پریشان نہیں ہوتے جو شخص اللہ تعالیٰ کو حکیم سمجھے گا وہ کسی واقعے سے پریشان نہ ہوگا۔ ہاں جس کی اُس پر نظر نہیں اُس پر اگر کوئی واقعہ ہوتا ہے مثلاً کوئی بچہ مرجاتا ہے اُس کو بڑا اُتار چڑھاؤ ہوتا ہے کہ اگر زندہ رہتا تو ایسا ہوتا۔ دِل کے اندر سے شعلے اُٹھتے ہیں اَرمان ہوتے ہیں۔ حسرتیں ہوتی ہیں کہ ہائے ایسی لیاقت کا تھا ایسا تھا ویسا تھا۔

صاحبو! تم کو کیا خبر کہ وہ کیسا تھا؟ غنیمت سمجھو اِسی میں مصلحت تھی ممکن ہے کہ بڑا ہو کر کافر ہوتا۔ اور تم کو کافر بنا دیتا۔ (الدنیا ملحقہ دُنیا و آخرت)

چھوٹے بچوں کی موت ہو جانے کے فوائد اور اُس کی حکمتیں :

چھوٹے بچے کی موت میں ایک حکمت یہ ہے اگر وہ پیشِ نظر رہے تو چھوٹے بچوں کے مرنے پر غم کے ساتھ خوشی کا ایک پہلو سامنے ہوگا۔ لوگوں کو اَولاد کے بڑے ہونے کی خوشی محض اِس لیے ہے کہ اُن کا نفس یوں ہی چاہتا ہے ورنہ اُن کو کیا خبر کہ کہ بڑے ہو کر یہ کیسا ہوگا والدین کی راحت کا ذریعہ ہوگا یا وبالِ جان ہوگا۔ اور پھر وہ بڑے ہو کر مرے تو یہ خبر نہیں کہ وہ والدین کو آخرت میں کچھ نفع دے گا یا خود ہی سہارے کا محتاج ہوگا۔ اور بچپن میں مرنے والے بچے بہت کارآمد ہیں اُن میں یہ احتمال ہی نہیں کہ وہ آخرت میں نامعلوم کس حال میں ہوں گے کیونکہ غیر مکلّف بچے یقیناً مغفور لہٗ بخشے بخشائے ہیں اور وہ آخرت میں والدین کے بہت کام آئیں گا۔

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بچے جنت میں جانے سے پہلے آخرت میں بھی بچے ہی رہیں گے اور اُن کی عادتیں بھی بچوں کی ہوگی یعنی وہی ضد کرنا اور اپنی بات پر اَڑ جانا پیچھے پڑ جانا لیکن یہ حالت جنت میں داخل ہونے سے پہلے ہوگی پھر جنت میں پہنچ کر باپ بیٹے سب برابر ایک قد کے ہو جائیں گے۔ حدیث میں آیا ہے کہ بچے اَڑ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ سے کہیں گے کہ ہم جنت میں نہ جائیں گے جب تک ہمارے ماں باپ کو ہمارے حوالے نہ کیا جائے۔ ہم تو اُن کو ساتھ لے کر جنت میں جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اَیُّھَا الطِّفْلُ الْمُرَاغِمُ رَبَّہٗ اَدْخِلْ اَبَوَیْکَ کہ اے ضدی بچے اپنے خدا سے ضد کرنے والے جا اپنے والدین کو بھی جنت میں لے جا، تو یہ بے گناہ بچے اللہ تعالیٰ سے خود ہی بخشش کے لیے ضد کریں گے۔ (باقی صفحہ ۵۹)

فرقتِ صفدرؒ میں ہوں اَندوہگیں

﴿ جناب پروفیسر میاں محمد افضل صاحب، ساہیوال ﴾

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد ! حضراتِ گرامی! موت ایک ایسی حقیقت ہے جس کا منکر کوئی نہیں ہے۔ ذاتِ باری تعالیٰ کے منکر تو ہر زمانہ میں پائے گئے لیکن آج تک موت کے منکر سے یہ دُنیا خالی ہے۔ علامہ اقبالؒ نے اِسی حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے :

کلبۂ احزان میں ، دولت کے کاشانے میں موت
دشت و دَر میں ، شہر میں، گلشن میں، ویرانے میں موت

لیکن کچھ موتیں ایسی ہوتی ہیں جن کی یاد مدتوں تک باقی رہتی ہے، خاص طور پر علمائے کرام اور بزرگانِ دین کی موت تو بھولے نہیں بھلائی جاتی۔ میرے شیخِ طریقت، مرشدِ کامل جناب سیّد نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ کی وفات کا صدمہ تا حال دلِ حزیں کو مضطرب رکھتا ہے۔ انہیں گئے سوا سال ہوا تھا کہ ۵ مئی ۲۰۰۹ء کو امامِ اہلسنت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدرؒ اس عالمِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف سدھار گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مولانا اگرچہ آٹھ نو سال سے صاحبِ فراش تھے لیکن اِس کے باوجود اُن کا وجودِ باجود اُن کے متوسلین اور تلامذہ کے لیے باعثِ حوصلہ وہمت تھا۔ ایسے علماء کی موت کو ہی مَوْتُ الْعَالَم یعنی جہان کی موت کہا گیا ہے۔ دُعا ہے کہ ذاتِ باری تعالیٰ آپ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور آپکے پس ماندگانِ روحانی اور جسمانی کو صبرِ جمیل کے ساتھ ساتھ اُن کی راہ پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ کسے خبر تھی کہ ۱۹۱۴ء کو مانسہرہ کے پہاڑی علاقے میں پیدا ہونے والا گمنام بچہ علمائے حق کے لیے مشعلِ راہ بنے گا اور دورِ حاضر کے تمام فِتَن وشرور کا علمی رنگ میں محاسبہ کرے گا۔

نامِ نامی کی وضاحت :

حضرتؒ کا نام محمد سرفراز خان تھا، آپ کی کنیّت ابوالزاہد بڑے بیٹے مولانا زاہدالراشدی کی وجہ سے تھی۔ آپ کا تخلص صفدر اور لقب امامِ اہلسنت تھا۔ یہ تخلص آپ نے خود نہیں رکھا تھا بلکہ اِس سلسلہ میں ایک

مرتبہ فرمایا کہ یہ تخلص مجھے میرے اُستاذِ گرامی شیخ العربِ والعجم حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی ؒ نے عطا کیا تھا۔ واقعہ یوں پیش آیا کہ ایک دن میں دارالحدیث میں سبق پڑھنے کیلئے گیا لیکن تاخیر سے، تمام طلبہ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ چکے تھے اور حضرت مدنی ؒ بھی اپنی مسند پر جلوہ افروز ہو چکے تھے۔ اب میں اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھنے کیلئے طلبہ کی صفوں کو چیرتا ہوا تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا کہ حضرت مدنی ؒ کی نظر مجھ پر پڑ گئی، آپ نے فرمایا ''یہ صفدر آرہا ہے''، اس پر سب طلبہ مسکرا پڑے تو شیخ نے زور دے کر فرمایا، یہ ''صفدر'' ہے جو اِنشاء اللہ حق وباطل کی صفوں میں تمیز کرے گا اور باطل کی صفوں کو چیر کر رکھ دے گا''۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور شیخ العربِ والعجم حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ کی پیشین گوئی نے حقیقت کا روپ دھارا اور آپ نے اپنے زمانہ کے ہر فتنے کا علمی محاسبہ کیا اور ان کے تمام مکائد و وساوس کا پردہ چاک کیا۔ اسے کہتے ہیں'' قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید''۔

حضرت شیخ ؒ کے لیے حضرت مدنی ؒ کا عطا کردہ تخلص اِتنا بابرکت بنا کہ میرے برادرِ کبیر حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ نے جب اپنی جوانی میں مبتدعین اور غیر مقلدین وغیرہ سے مناظرے شروع کیے تو حضرت مولانا مرحوم کی کتابوں سے بھی استفادہ کرتے۔ بھائی صاحبؒ حضرت شیخ ؒ سے اِتنا متاثر ہوئے کہ اُن کے تخلص کو اپنا تخلص بنا لیا۔ حضرت لاہوریؒ کی دُعاؤں اور اِس تخلص کی برکت سے کبھی مناظرے میں شکست سے دوچار نہ ہوئے اور دورِ حاظر کے تمام فتنوں کی صفوں کو چیر کر رکھ دیا۔ جب بھائی صاحبؒ غیر مقلدین اور مماتیوں کی ریشہ دوانیوں کو سبوتاژ کرنے کیلئے گوجرانوالہ کے علاقہ میں جاتے تو حضرتِ شیخؒ سے ضرور ملاقات کرتے۔ حضرتؒ بھی بھائی صاحبؒ سے انتہائی شفقت ومحبت سے پیش آتے اور اپنی ادعیہ مخصوصہ میں انہیں یاد رکھتے۔ حضرت مرحوم سے بھائی صاحب کا یہ تعلق اپنی زندگی کے آخری لمحات تک قائم رہا۔

اسی طرح آپ خود ہی ''امامِ اہل سنت'' نہیں بن گئے، بلکہ قصہ یوں ہوا کہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے وصال کے بعد آپ کا کراچی جانا ہوا تو علماء کی ایک بڑی مجلس میں حضرت بنوریؒ کے داماد اور جانشین حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ اور شیخ الحدیث والتفسیر مولانا زرولی خان کی تحریک پر مجلس علماء نے آپ کو ''امامِ اہل سنت'' کے لقب سے ملقب کیا لیکن آپ ہمیشہ یہی کہتے رہے کہ میں چونکہ اہل سنت کی ایک مسجد کا امام ہوں اور وہاں نماز پڑھاتا ہوں اس لئے لوگ مجھے امامِ اہل سنت کہہ دیتے ہیں۔ اسی کو کہتے ہیں'' جو اللہ کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے بلند مقام عطا کر دیتے ہیں''۔

تحصیلِ علم کے مختلف مراحل :

بچپن میں آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا تھا اس دوران آپ نے مختلف جگہوں پر کچھ سکول کی تعلیم حاصل کی اور اپنے پھوپھی زاد بھائی سیّد فتح علی شاہ صاحب ؒ سے ناظرہ قرآن پاک پڑھا۔ ۱۹۳۱ء میں آپ کے والد ماجد جناب نور احمد خان بھی اچانک وفات پا گئے تو خاندان کا شیرازہ بکھر گیا۔ کچھ وقت تک آپ نے سنّتِ نبوی کے مطابق بکریاں چرائیں، پھر کسی نیک دل بزرگ نے آپ کو اور آپ کے چھوٹے بھائی مولانا صوفی عبدالحمید سواتی ؒ کو دینی تعلیم حاصل کرنے کا مشورہ دیا، دونوں بھائی حصولِ علم کیلئے کوئٹہ، کلکتہ، لاہور اور پنجاب کے دُوسرے شہروں میں سرگرداں رہے لیکن صحیح رہبر کی عدم موجودگی کی وجہ سے کہیں بھی دلجمعی سے تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ اس کے بعد دونوں بھائی بفہ میں حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ؒ کے مدرسہ میں داخل ہوئے اور کچھ ابتدائی کتابیں اُن سے پڑھیں۔ اس کے بعد ملتان اور سیالکوٹ کے مختلف مدارس میں چند سال تعلیم حاصل کی۔ پھر مزید تعلیم کیلئے گوجرانوالہ کی قدیم دینی درسگاہ انوار العلوم میں داخلہ لیا۔ وہاں پر فاضلِ دیوبند حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب ہزاروی ؒ سے موقوف علیہ تک تعلیم حاصل کی۔ مولانا ہزاروی ؒ آپ پر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔ آپ کے چھوٹے بھائی مولانا سواتی صاحب ؒ آپ سے دو سال پیچھے تھے، دونوں بھائیوں نے دورۂ حدیث ایک ساتھ کرنے کا فیصلہ کر لیا، اِس لیے موقوف علیہ کے بعد آپ نے مولانا ہزاروی ؒ کی رہنمائی میں دو سال تک اسی مدرسہ میں تدریس کی خدمات سرانجام دیں۔ جب چھوٹے بھائی نے موقوف علیہ تک کتابیں پڑھ لیں تو دونوں بھائی ۱۹۴۰ء میں دورۂ حدیث کیلئے عازمِ دیوبند ہوئے اور ۱۹۴۱ء میں سندِ فراغت حاصل کی۔ قیامِ دارالعلوم دیوبند کے دوران جن اساطینِ علم وفضل سے آپ نے فیض حاصل کیا اُن میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی ؒ، حضرت مولانا اعزاز علی دیوبندی ؒ، حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی ؒ اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی ؒ شامل ہیں۔

سلسلۂ طریقت :

صرف علم کے ذریعے وساوسِ شیطانی کا مقابلہ کرنا ناممکن ہے۔ جس طرح قرآن وسنّت اور فقہ کا علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ کسی امام کی تقلید واجب ہے اِسی طرح آج کے دور میں کسی مرشد کامل سے اصلاحِ باطن کی تربیّت لیے بغیر چارہ نہیں۔ جس طرح عدمِ تقلید تمام فِتَن وشرور کی جڑ ہے ایسے ہی بے مرشد کا مرشد

شیطان بن جاتا ہے اور اُسے گمراہی کے غار میں دھکیل دیتا ہے۔اس لیے تکمیل علم کے بعد آپ کو اپنی روحانی اصلاح کیلئے کسی مرشدِ کامل کی ضرورت محسوس ہوئی۔اُن دنوں پنجاب میں رئیس الموحدین امام المفسرین حضرت مولانا حسین علیؒ (واں بھچراں ضلع میانوالی) کے دورۂ تفسیر کا غلغلہ تھا۔ہزاروں علماء وطلباء دورۂ تفسیر میں شرکت کیلئے حاضر ہوتے تھے۔آپ بھی یہی جذبہ لے کر اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دورۂ تفسیر کے دوران ہی اُن کے دستِ حق پرست پر نقشبندی سلسلہ میں بیعت کر لی۔مرشدِ کامل نے بھی اپنی فراستِ ایمانی سے اِن کو پہچانا اور جلد ہی خلعتِ خلافت سے نواز دیا۔آپ کو اپنے مرشدِ کامل سے انتہائی محبت وعقیدت تھی۔ ان کا ذکر ہمیشہ بڑے احترام اور محبت سے کرتے تھے۔مرشدِ کامل سے اجازت کے باوجود آپ نے بہت کم لوگوں کو مرید کیا کیونکہ آپ کے علمی مشاغل اس طرف مکمل توجہ دینے میں رُکاوٹ تھے۔اِس کے باوجود ہزاروں عقیدت مندوں نے آپ سے باطنی فیض حاصل کیا۔آپ کا بیعت کرنے کا طریقہ بھی انتہائی سادہ اور جامع تھا۔عموماً بیعت کے الفاظ یہ ہوتے تھے: ''میں شرک و بدعت سے توبہ کرتا ہوں،اَوامر کے بجالانے اور نواہی سے اجتناب کی پوری کوشش کا وعدہ کرتا ہوں۔''اِس کے بعد آپ اپنے مرید کو نقشبندی سلسلہ کے اَوراد و وظائف سے آگاہ کرتے اور ان پر استقامت کی تلقین کرتے۔

عادات وخصائل :

آپ عالمِ دین اور مرشد کامل ہونے کے ساتھ ساتھ اخلاقِ حسنہ کا مجسمہ تھے۔سادگی وانکساری آپ کا شعار تھا۔وقت کی قدر اور اوقات کی پابندی کو حرزِ جاں خیال کرتے تھے۔اپنے تمام معمولات وقت پر ادا کرتے اور متعلقین سے بھی اِسی کی اُمید رکھتے۔امانت اور دیانت میں آپ کو خاص مقام حاصل تھا۔آپ کی دیانت کے بے شمار واقعات ہیں۔ایک مرتبہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے جلسہ پر تشریف لائے واپسی پر کرایہ کی رقم ایک لفافہ میں ڈال کر آپ کی خدمت میں پیش کی گئی۔آپ نے دیکھے بغیر لفافہ جیب میں رکھ لیا۔گھر جا کر دیکھا تو اس میں پانچ صد روپے تھے۔آپ یہ دیکھ کر پریشان ہوئے کیونکہ اُن دنوں آمدورفت کا کرایہ تقریباً پینتیس روپے بنتا تھا۔چنانچہ آپ نے مولانا حبیب اللہ صاحبؒ ناظمِ جامعہ رشیدیہ کو خط لکھ کر صورت حال سے آگاہ کیا تو جواباً ناظم صاحب نے لکھا کہ پچاس روپے کے بجائے بھول کر پانچ سو روپے لفافہ میں ڈال دیے گئے ہیں تو آپ نے باقی ساڑھے چار صد روپے ناظم صاحب کو واپس بھجوا دیے۔

ایفائے عہد و اِستقامت :

ایفائے عہد اور معمولات میں استقامت بھی آپ کی صفات خاصہ تھیں۔ اگر کہیں تبلیغی دورہ پر جانا ہوتا تو موسم کی خرابی یا طبیعت کی معمولی خرابی اِس رستہ میں رُکاوٹ نہ بنتی۔ اپنے تمام معمولات بروقت ادا کرنے کی کوشش کرتے تھے مثلاً عشاء کے فوراً بعد سونا، تہجد کی پابندی کرنا اور نمازِ فجر سے پہلے ناشتہ کر لینا۔ نماز کے بعد گکھڑ کے ایلیمنٹری کالج میں درس دینا۔ وہاں سے فارغ ہو کر جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں پڑھانے کیلئے آنا۔ پھر واپسی پر کھانا کھا کر قیلولہ کرنا، قیلولہ کے بعد ظہر کی نماز ادا کرنا۔ نماز ظہر کے بعد طالبات کو دینی تعلیم دینا۔ عصر کے بعد متوسلین کے احوال دریافت کرنا اور ضرورت مندوں کو تعویذ وغیرہ عطا کرنا۔

دینی و علمی خدمات :

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد آپ گوجرانوالہ آ گئے اور اپنے اُستادِ محترم حضرت مولانا عبدالقدیر صاحبؒ کی زیرِ نگرانی تدریس شروع کر دی۔ جب آپ کی علمی قابلیّت کا شہرہ ہوا تو گکھڑ کے کچھ مخلص ساتھی آپ کو وہاں لے آئے۔ وہاں پر آپ نے بوہڑ والی مسجد کی امامت و خطابت سنبھالی اور فجر کے بعد درس قرآن کا آغاز کر دیا۔ آپ کی آمد سے قبل گکھڑ کے عوام بدعتی علماء کے چنگل میں پھنسے ہوئے تھے۔ آپ نے حتی الوسع اُن کے عقائد کی اصلاح و درستگی کیلئے محنت فرمائی۔ ۱۹۴۳ء میں ایلیمنٹری کالج کے پرنسپل ملک عبدالحمید کے اصرار پر وہاں درسِ قرآن کا سلسلہ شروع کیا۔ اِس سے تربیّت حاصل کرنے والے اساتذہ کو بڑا فائدہ ہوا۔ ملک صاحب کے بعد بھی اکثر پرنسپل صاحبان نے آپ کی علمی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے درسِ قرآن کو جاری رکھا۔ چند ایک پرنسپل صاحبان نے مسلکی اختلاف کی وجہ سے رُکاوٹ بننے کی کوشش کی لیکن وہ ناکام رہے اور درسِ قرآن جاری رہا۔ یہ کام آپ فی سبیل اللہ ہی کرتے رہے۔ کچھ پرنسپل برائے نام معاوضہ بھی دیتے رہے لیکن آخری سالوں میں مخالفین نے وہ بھی بند کروا دیا لیکن آپ کا درس بند نہ کروا سکے۔ اِس ادارہ میں تقریباً چالیس برس تک آپ نے درسِ قرآن دیا۔

تدریسی خدمات :

آپ کے چھوٹے بھائی حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحبؒ سواتی نے دیوبند سے فراغت کے بعد

گوجرانوالہ میں مسجد نور اور مدرسہ نصرت العلوم کی بنیاد رکھی۔ حضرت شیخ ؒ نے ۱۹۵۴ء میں مدرسہ نصرت العلوم میں تدریس کا آغاز کر دیا۔ چند سال کچھ چھوٹی کتابیں پڑھائیں پھر تقریباً پچاس سال تک بخاری، ترمذی اور تفسیر کے اسباق پڑھاتے رہے۔ اِس مدرسہ سے فراغت حاصل کرنے والے ہزاروں علماء آپ کے شاگرد ہیں اور ان کی علمی خدمات آپ کیلئے ذریعہ نجات ہیں۔

فِرَقِ باطلہ کے خلاف علمی جہاد :

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی ؒ نے آپ کو ''صفدر'' کا تخلص عطا کیا تھا۔ اسی کی برکت سے آپ دیگر علمی و رُوحانی خدمات کے ساتھ ساتھ ہر نئے فتنے کے خلاف سینہ سپر ہو جاتے اور اُن کے وساوس و مکائد کا علمی رنگ میں جواب تحریر فرماتے۔ لیکن آپ کی تحریر کی بڑی خصوصیت یہ تھی کہ اُس میں سنجیدگی اور متانت کا خیال رکھا جاتا تھا۔ آپ کی کتابیں پڑھ کر مخالف چڑتا نہیں تھا بلکہ دلائل پر غور کرنے پر مجبور ہو جاتا۔ اہلِ سنّت والجماعت کے خلاف جو بھی فتنہ اُٹھا آپ نے اُن کے دلائل کا کافی و شافی جواب تحریر کیا جس سے اپنے لوگ اِس فتنہ سے محفوظ ہو جاتے اور کچھ مخلص لوگ آپ کے دلائل پڑھ کر اپنے عقائد سے تائب ہو کر اہلِ سنّت والجماعت کے عقائد کو اپنا لیتے۔ اِس سلسلہ میں آپ نے پچاس سے زائد کتب تحریر کیں جن میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے :

(۱) راہِ سنّت (۲) تبرید النواظر (۳) ازالۃ الریب (۴) مسئلہ علمِ غیب و حاظر و ناظر (۵) درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ۔ یہ پانچوں کتابیں اہلِ بدعت رضاخانیوں کے غلط نظریات و عقائد کی اصلاح کیلئے تحریر کی گئی ہیں۔ (۶) ''عباراتِ اکابر'' یہ کتاب بھی بریلوی حضرات کے اکابرین اہلِ سنّت والجماعت کی صحیح عبارات پر بے جا اعتراضات کا مدلل جواب ہے۔ اِس کو پڑھنے کے بعد اکابرینِ اہلِ سنّت والجماعت سے محبت و عقیدت میں اضافہ ہوتا ہے اور اُن کے بے جا ناقدین کی ہدایت کیلئے دل سے دُعا نکلتی ہے۔ (۷) ''اِرشاد الشیعہ'' یہ کتاب شیعہ حضرات کے صحابہ کرام اور اہلِ سنّت والجماعت پر اعتراضات کا شافی جواب ہے۔ اگر کوئی شیعہ اس کتاب کا دیانتداری سے مطالعہ کرے تو اِنشاء اللہ راہِ ہدایت پا جائے گا۔ (۸) ''ختم نبوت قرآن و سنّت کی روشنی میں'' اِس کتاب میں قادیانیوں کے وساوس و مکائد کا جواب دے کر

مسئلہ ختم نبوت احسن طریقہ سے بیان کیا گیا ہے۔(۹) ''احسن الکلام'' میں غیر مقلدین کے قراءت خلف الامام کے مسئلہ پر تمام وساوس کا جواب دیا گیا ہے۔(۱۰) ینابیع ترجمہ رسالہ تراویح میں بیس تراویح کا ثبوت اور آٹھ تراویح کے بدعت ہونے کو دلائل سے ثابت کیا گیا ہے(۱۱) ''عیسائیت کا پس منظر'' اِس میں عیسائیت کیا ہے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کیلئے اِن کے تمام وساوس کا شافی جواب ہے(۱۲) ''مقامِ ابی حنیفہ ؒ'' میں امام صاحبؒ کے فضائل، مناقب اور مخالفین کے اُن پر اعتراضات کے مدلل جوابات دیے گئے ہیں۔ (۱۳) انکارِ حدیث کے نتائج ۔۱۴۔شوقِ حدیث، ان دونوں کتابوں کے ذریعے حدیث کی محبت، فضلیت اور اہمیت کو واضح کر کے منکرینِ حدیث کو لا جواب کیا گیا ہے۔(۱۵) ''صرف ایک اِسلام'' یہ کتاب ایک منکرِ حدیث غلام جیلانی برق کی کتاب 'دو اِسلام' کے جواب میں ہے۔ سنا ہے اپنی کتاب کا جواب پڑھ کر غلام جیلانی برق انکارِ حدیث سے تائب ہو کر اہلِ سنّت والجماعت میں شامل ہو گیا تھا۔(۱۶) تسکین الصدور۔ (۱۷) سماعِ موتی ، یہ دونوں کتابیں منکرین سماعِ موتی اور حیات النّبی کے منکرین کے رد میں ہیں۔ ان کتابوں میں اُن کے تمام وساوس کا مکمل جواب ہے۔

الغرض حضرت مولاناؒ نے اپنے اُستاد کے عطا کردہ تخلص کا پاس رکھا اور اُس کا حق کما حقہ ادا کر دیا۔ دُعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مرحوم کی تمام حسنات کو قبول فرما کر اُن کے درجات کو بلند فرمائے اور اُن کی قبر کو جنت کا ٹکڑا بنا دے اور ہم سب کو اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق اَرزانی فرمائے۔

مثلِ ایوانِ سحر مرقد فروزاں ہو ترا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا

گلدستۂ اَحادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

ایک مسلمان کے دُوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں :

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ سِتٌّ قِیْلَ مَاهُنَّ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِذَا لَقِیْتَهٗ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ وَاِذَا دَعَاكَ فَاَجِبْهُ وَاِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهٗ وَاِذَا عَطِسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ وَاِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ وَاِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ . (مسلم بحواله مشکوة ص ۱۳۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک مسلمان کے دُوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں؟ فرمایا (۱) جب تم کسی مسلمان سے ملو تو اُسے سلام کرو (۲) جب کوئی تمہیں دعوت دے تو اُسے قبول کرو (۳) جب تم سے کوئی خیر خواہی چاہے تو اُس کے حق میں خیر خواہی کرو (۴) جب کوئی چھینکے اور الحمدللہ کہے تو یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہہ کر اُس کا جواب دو (۵) جب کوئی بیمار ہو تو اُس کی عیادت کو جاؤ (۶) جب کوئی مرجائے تو (اُس کی تکفین وتدفین اور نمازِ جنازہ کے لیے) اُسکے ساتھ جاؤ۔

شہید کے لیے چھ اِمتیازی اِنعامات :

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْكَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلشَّهِیْدِ عِنْدَ اللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ، یُغْفَرُ لَهٗ فِیْ اَوَّلِ دَفْعَةٍ ، وَیُرٰی مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ، وَیُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَیَاْمَنُ الْفَزَعَ الْاَكْبَرَ ، وَیُوْضَعُ عَلٰی رَاْسِهٖ تَاجُ الْوَقَارِ الْیَاقُوْتَةُ مِنْهَا خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا وَیُزَوَّجُ اثْنَتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ زَوْجَةً مِّنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ ، وَیُشَفَّعُ فِیْ سَبْعِیْنَ مِنْ اَقَارِبِهٖ .

(ترمذی ج ۱ ص ۲۹۵ . ابن ماجه . مشکوٰة ص ۳۳۳)

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : حق تعالیٰ کے یہاں شہید کے لیے چھ فضیلتیں (یعنی چھ اِمتیازی اِنعامات) ہیں (۱) اُس کی پہلی مرتبہ میں ہی (یعنی خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی) بخشش کر دی جاتی ہے (۲) اُس کو (جان نکلتے وقت ہی) جنت میں اپنا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے (۳) وہ قبر کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے اور بڑی گھبراہٹ سے بھی محفوظ رہے گا (۴) اُس کے سر پر عظمت و وقار کا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک یاقوت بھی دُنیا و مافیھا سے بہتر اور گراں قیمت ہوگا (۵) اُس کی زوجیت میں بڑی آنکھوں والی بہتّر حوریں دی جائیں گی (۶) اُس کے عزیز واَقرباء میں سے ستر آدمیوں کے حق میں اُس کی سفارش قبول کی جائے گی۔

چھ چیزوں کی ضمانت پر جنت کی ضمانت :

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : اِضْمَنُوْا لِیْ سِتًّا مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَضْمَنْ لَکُمُ الْجَنَّةَ ، اُصْدُقُوْا اِذَا حَدَّثْتُمْ ، وَاَوْفُوْا اِذَا وَعَدْتُّمْ، وَاَدُّوْا اِذَا ائْتُمِنْتُمْ وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَکُمْ ، وَغُضُّوْا اَبْصَارَکُمْ ، وَکُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ . (مسند احمد، و شعب الایمان بحوالہ مشکوٰۃ ص ۴۱۵)

حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : تم لوگ اپنے بارے میں مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو (یعنی چھ باتوں پر عمل کرنے کا عہد کر لو) میں تمہارے لیے جنت کا ضامن بن جاؤں گا: (۱) جب بولو سچ بولو (۲) وعدہ کرو تو پورا کرو (۳) تمہارے پاس امانت رکھوائی جائے تو اُسے اَدا کرو (۴) اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو (۵) اپنی نگاہ کو محفوظ رکھو (یعنی اُس چیز کی طرف نظر اُٹھانے سے پرہیز کرو جس کو دیکھنا جائز نہیں) (۶) اپنے ہاتھوں پر قابو رکھو (یعنی اپنے ہاتھوں کو ناحق مارنے اور حرام و مکروہ چیزوں کو پکڑنے سے باز رکھو)۔

چھ صحابۂ کرامؓ کی فضیلت :

عَنْ سَعْدٍ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ سِتَّۃَ نَفَرٍ فَقَالَ الْمُشْرِکُوْنَ لِلنَّبِیِّ ﷺ اُطْرُدْ ھٰؤُلَاءِ لَایَجْتَرِءُ وْنَ عَلَیْنَا قَالَ وَکُنْتُ اَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ وَرَجُلٌ مِّنْ ھُذَیْلٍ وَبِلَالٌ وَرَجُلَانِ لَسْتُ اُسَمِّیْھِمَا فَوَقَعَ فِیْ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مَاشَاءَ اللّٰہُ اَنْ یَّقَعَ فَحَدَّثَ نَفْسَہٗ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ وَلَاتَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدَاۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ .(مسلم بحوالہ مشکوۃ ص ۵۷۵)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہم چھ آدمی تھے (مکہ مکرمہ کے) مشرکین (میں سے بعض سرداروں) نے نبی کریم ﷺ سے مطالبہ کیا کہ تم (اگر چاہتے ہو کہ ہم لوگ تمہارے پاس آئیں جائیں ،تمہاری دعوتی باتیں سنیں اور قبولِ اسلام کے بارے میں سوچیں تو اپنے ساتھیوں میں سے) اِن لوگوں کو (جو آزاد کردہ غلام ہیں اور ہماری سماجی زندگی میں بے وقعت و بے حیثیت مانے جاتے ہیں اپنی مجلس سے) دُور رکھو، تاکہ یہ لوگ (ہمارے برابر میں بیٹھنے اور ہمارے ساتھ بات چیت میں شریک ہونے کا فائدہ اُٹھا کر) ہم پر جَری اَور دلیر نہ ہوجائیں۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ اِن چھ آدمیوں میں سے ایک تو میں تھا ایک عبداللہ بن مسعودؓ تھے، ایک شخص قبیلہ ہذیل کا تھا ایک بلالؓ تھے، دو آدمی اور تھے جن کا نام میں نہیں بتا تا[1] بہرحال (اِن سرداروں کا مطالبہ سن کر) رسول کریم ﷺ کے خیال میں وہ بات آئی جو اللہ نے چاہا کہ آئے، پھر آپ نے اِس بارے میں سوچا ہی تھا کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوگئی وَلَاتَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدَاۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ (یعنی اُن لوگوں کو اپنے پاس سے نہ ہٹایئے جو صبح و شام اپنے رب کو یاد کرتے ہیں اور پکارتے ہیں اور (اِس عبادت و ذکر سے) اُن کا مقصد اپنے رب کی رضاء وخوشنودی چاہنے کے سوا کچھ نہیں ہوتا)۔

---

[1] غالبًا یہ حضرات حضرت خباب بن الارتؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ تھے۔

چھ چیزوں کے ظہور سے پہلے مرجانا بہتر ہے :

عَنْ عَبْسٍ الْغِفَارِیِّ قَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ بَادِرُوْا بِالْمَوْتِ سِتًّا ، اِمْرَةُ السُّفَهَاءِ ، وَكَثْرَةُ الشُّرُطِ،وَبَيْعُ الْحُكْمِ ، وَاسْتِخْفَافًا بِالدَّمِ، وَقَطِيْعَةُ الرَّحِمِ، وَنَشَاءً ا يَتَّخِذُوْنَ الْقُرْاٰنَ مَزَامِيْرَ يُقَدِّمُوْنَهٗ يُغَنِّيْهِمْ وَاِنْ كَانَ اَقَلَّ مِنْهُمْ فِقْهًا....الحديث. (مسند احمد ج ۳ ص ۴۹۴)

حضرت عبس غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرما رہے تھے کہ چھ چیزیں پیش آنے سے پہلے مرجاؤ: (۱) بیوقوفوں اور نا اہلوں کی حکومت (۲) پولیس کی کثرت (۳) حاکم کے فیصلوں کی فروختگی (۴) خون ریزی کو معمولی سمجھنا (۵) رشتے ناتے توڑنا (۶) کم عمر لڑکوں کی جماعت جو قرآن کریم کو باجے گانے کی چیز بنالیں گے، لوگ اِن کو گانے کے لیے پیش کریں گے تو وہ راگ اور گانے کی آواز میں لوگوں کو قرآن سنائیں گے چاہے وہ لڑکے اِن لوگوں کے مقابلے میں عقل و سمجھ کے اعتبار سے بہت کم ہی کیوں نہ ہوں۔

بقیہ : دینی مسائل

مسئلہ : تندرستی کے زمانہ میں کہا جب تیرا باپ پردیس سے آئے تو تجھ کو طلاق بائن ہے۔ جب وہ پردیس سے آیا اُس وقت شوہر بیمار تھا اور اُسی بیماری میں مرگیا تو حصہ نہ پائے گی۔ اور اگر بیماری کی حالت میں یہ کہا ہو اور اُسی بیماری میں عدت کے اندر مرگیا تو حصہ پائے گی۔

دینی مدارس اَور دَہشت گردی کی تازہ لہر

﴿ جناب قاری محمد حنیف صاحب جالندھری، ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان ﴾

وطنِ عزیز اِس وقت بد اَمنی اور دہشت گردی کی جس لہر کی لپیٹ میں ہے اِس پر ہر دردِ دل رکھنے والا پاکستانی فکرمند ہے اِس دہشت گردی کے اسباب ووجوہات اور اِس کے پس منظر کے حوالے سے بہت کچھ کہا اور سنا گیا ہے لیکن اِن دِنوں ایک منظّم منصوبہ بندی کے ساتھ دہشت گردی کی حالیہ لہر کی ڈانڈے دینی مدارس کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کی جارہی ہے اور ایسا ماحول بنایا جارہا ہے کہ دینی مدارس ''تنگ آمد بجنگ آمد'' کا مصداق بن جائیں۔

دینی مدارس قیامِ پاکستان سے لے کر آج تک دینی اور تعلیمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور اِس عرصے میں یہ اِدارے کسی قسم کی دہشت گردی میں نہ کبھی ملوث رہے ہیں اور نہ ہی اِن اِداروں نے کسی قسم کے تشدد کا درس دیا ہے۔لیکن اِس کے باوجود اِن اِداروں کو دہشت گردی سے منسوب کرنے کی بھونڈی کوشش کی جاتی رہی، پہلے پہل جب مدارس کے دہشت گردی میں ملوث ہونے کے بارے میں جھوٹا اور بے بنیاد پروپیگنڈہ کیا جانے لگا تو اَربابِ مدارس نے ہر فورم پر ایسے مبہم اِلزامات عائد کرنے کی بجائے اُن مدارس کی نشاندہی کرنے کو کہا جہاں دہشت گردی کی تعلیم دی جاتی ہو یا جہاں اسلحہ موجود ہو، چنانچہ نہ تو کسی مدرسے کے بارے میں ٹھوس شواہد پیش کیے جاسکے اور نہ ہی کہیں سے اسلحہ برآمد کیا جاسکا بلکہ خود وزارتِ داخلہ نے اِس حوالے سے اعلیٰ سطح پر تحقیقات کرنے کے بعد یہ رپورٹ پیش کی کہ پاکستان کا کوئی مدرسہ بھی دہشت گردی میں ملوث نہیں۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس کے بعد پروپگنڈہ کا یہ سلسلہ رک جاتا لیکن بدقسمتی سے ایسا نہ ہوا۔اور اَب پروپگنڈہ کا سلسلہ ایک قدم آگے بڑھ گیا اور مدارس پر چھاپے مار کر اور مدارس کے بے گناہ طلباء کو حساس اِداروں کے ذریعے غائب کرواکر دہشت گردی کا ملبہ مدارس پر ڈالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔حالانکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ امن وامان کی موجودہ سنگین صورت حال اور مذہبی قوتوں پر ڈھائے جانے والے ظلم وستم کے باوجود مدارس کے منتظمین، اساتذہ اور لاکھوں طلباء کو اِس دہشت گردی سے خود کو الگ تھلگ رکھنے اور

وطنِ عزیز اور قانون نافذ کرنے والے اِداروں کے لیے مشکلات کھڑی نہ کرنے کی بنا پر اہلِ مدارس کو خراجِ تحسین پیش کیا جاتا لیکن اُلٹا مدارس کے لوگوں کو ہراساں کیا جا رہا ہے اور دھونس دباؤ اور خوف پر مبنی پالیسیاں تشکیل دی جا رہی ہیں حالانکہ بارہا اِس کا تجربہ کیا جا چکا ہے کہ طاقت اور دباؤ پر مبنی پالیسیوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔

ایک بات اور اہلِ مدارس محسوس کرتے ہیں کہ 7/7 کے بعد جس طرح برطانوی آرڈر کی تعمیل میں مدارس کے خلاف کریک ڈاون کیا گیا تھا اِسی طرح اِن دنوں بھی مغربی آقاؤں کی خوشنودی کے لیے مدارس کو تنگ کیا جا رہا ہے، حالیہ دنوں میں متعدد مدارس پر چھاپے مارے گئے اسلام آباد کے ایک مدرسہ میں کمانڈوز حساس اِداروں اور پولیس کی بھاری نفری نے اِس انداز سے یلغار کی جیسے انڈین فوج کشمیر کی کسی بستی پر لشکر کشی کیا کرتی ہے، جب اُن لوگوں سے اِس ''یلغار'' کی وجہ معلوم کی گئی تو اُنہوں نے بتایا کہ وہ ایک ایسے طالب علم کے تلاش میں آئے ہیں جو لال مسجد میں زیرِ تعلیم تھا اور آپریشن سائلنس کے دوران اُس پر مقدمات بنائے گئے اور اُس کے جملہ کوائف کا ریکارڈ سیکورٹی اِداروں کے پاس موجود ہے اَور وہ صرف دو دن قبل عدالت میں بھی پیش ہوا تھا۔

عدالت میں پیشی کے موقع پر بھی اُس کی گرفتاری کے احکامات جاری کیے جا سکتے تھے اُسے سانحہ لال مسجد سے اَب تک گزرنے والے پونے دو برسوں کے دوران کہیں سے بھی حراست میں لیا جا سکتا تھا اگر اُس سے کوئی اور جرم سرزد ہوا تو صرف دو پولیس اہلکار آ کر مدرسہ انتظامیہ سے اُس طالب علم کو حوالے کرنے کا مطالبہ کر سکتے تھے، اِس معاملے پر وفاق المدارس سے رُجوع کیا جا سکتا تھا لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا اور اُس مدرسے پر یلغار کر دی گئی اِس یلغار کا اَنداز بتاتا ہے کہ یہ سب کچھ بدنیتی پر مبنی ہے یہ تو صرف ایک مثال ہے ورنہ اِس وقت ملک کے تقریبًا اکثر اِداروں کو اِسی قسم کی صورتِ حال کا سامنا ہے۔

اسلام آباد ہی کے ایک دینی اِدارے میں حساس اِداروں کے اہلکار نمازِ فجر سے قبل آدھمکے اور مدرسہ انتظامیہ سے ایک طالب علم کے بارے میں پوچھ گچھ کی اور اُسے ساتھ لے جانے کا مطالبہ کیا انتظامیہ نے لاکھ کہا کہ یہ طالب علم ہماری ذمہ داری میں ہے آپ اِس کے بارے میں کوئی ثبوت پیش کریں، کوئی پوچھ

کچھ کرنی ہے تو ہم آپ کو موقع فراہم کرتے ہیں یہیں پوچھ گچھ کرلیں لیکن وہ طالب علم کو ساتھ لے جانے پر مصر رہے اور بلا آخر اُنہوں نے دباوڈال کر مدرسہ انتظامیہ کو اِس بات پر قائل کرلیا کہ وہ بھی اِس طالب علم کے ساتھ جائیں اور سرسری پوچھ گچھ عمل مکمل ہونے بعد اِسے واپس لے آئیں۔ چنانچہ مدرسے کے دونمائندے اُن کے ساتھ چلے گئے اُنہیں قریبی تھانے میں لے جا کر صاف جواب دے دیا گیا کہ آپ لوگ واپس چلے جائیں یہ طالب علم آپ کے ساتھ نہیں جاسکتا اور اَب صورتِ حال یہ ہے کہ اُس تھانے کا ایس ایچ او بھی اِس طالب علم کے بارے میں اظہارِ لاعلمی کررہا ہے۔

اسلام آباد کا ایک معیاری دینی اِدارہ جس مسجد سے ملحق ہے آج سے دس برس قبل اُس مسجد کی منتظمہ کمیٹی سے مالی خورد بُرد کے الزام میں برطرف ہونے والے ایک شخص کو حال ہی میں دوبارہ مسجد کمیٹی میں عہدے کے حصول کا شوق چڑھا تو اُس نے اس مدرسہ کے خلاف جھوٹے الزمات پر مبنی درخواست دے دی اور پھر حساس اِداروں نے اُس شخص سے شواہد کا مطالبہ کیے بغیر مسجد و مدرسہ کے منتظمین کا ناک میں دم کیے رکھا۔

یہ تو صرف اسلام آباد کی چند مثالیں ہیں ملک کے دیگر حصوں کے مدارس کے حالات اِس سے کہیں زیادہ اُبتر ہیں۔ہم سمجھتے ہیں اِس طرح کے واقعات سے مدارس میں اِشتعال و اِنتشار پیدا ہوتا ہے نوجوان طلباء میں ردّعمل کی سوچ پروان چڑھتی ہے جو اُنہیں تشدد پر آمادہ کرتی ہے۔ اور پھر ایسے طلباء کے دہشت گردی کے واقعات میں استعمال ہونے کا خدشہ بڑھ جاتا ہے۔اِس صورتِ حال میں مدارس کی نمائندہ تنظیموں اور منتظمین کے لیے یہ صورتِ حال خاصی پریشان کن ہے،نوجوان طلباء ہم سے مسلسل پوچھتے ہیں کہ آخر ہمارا جرم کیا ہے جس کی پاداش میں ہم سے امتیازی سلوک کیا جاتا ہے؟ آخر ہم کب تک صبر کے گھونٹ پیتے رہیں گے؟ جب یہ سوچ مزید پختہ ہوتی ہے تو ایسے ناراض نوجوان مدارس کو خیر باد کہہ جاتے ہیں کیونکہ یہ طلباء جب تک مدارس کے نظم اور چاردیواری کے اندر ہوتے ہیں اُنہیں کسی منفی سرگرمی میں ملوث ہونے کی اجازت نہیں دی جاتی بلکہ داخلے کے موقع اُس سے یہ عہد لیا جاتا ہے کہ ''وہ دورانِ تعلیم اپنی تمام تر توجہ اُصولِ تعلیم پر مرکوز رکھیں گے ہر قسم کے لایعنی مشاغل سے اجتناب کریں گے اور ملک میں کام کرنے والی تمام تنظیموں

سے الگ تھلگ رہیں گے اور بالخصوص سیاسی سرگرمیوں سے مکمل اجتناب کریں گے۔'' یہ عبارت تقریبًا تمام مدارس کے داخلہ فارم میں موجود ہوتی ہے۔ اِس لیے مدارس میں زیرِ تعلیم طلباء کے کسی بھی منفی سرگرمی کے لیے استعمال ہونے کے اِمکانات نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں لیکن اگر وہ مدرسہ چھوڑ کر چلے جائیں تو وہ کسی کے کنٹرول میں نہیں ہوتے اِس لیے مدارس کے طلباء کو مدارس کی محفوظ چار دیواریوں کے اَندر ہراساں کرنے کا سلسلہ فی الفور بند ہونا چاہیے تاکہ وہ کسی قسم کے انتہائی اقدامات اور بغاوت پر آمادہ نہ ہو پائیں۔

یہاں ایک اور بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ مدارس کی حیثیت سے تو کبھی بھی دہشت گردی کی حمایت نہیں کی گئی لیکن اگر خدانخواستہ کوئی طالب علم اِنفرادی طور پر کسی منفی حرکت کا مرتکب پایا بھی جائے تو اِس کی وجہ سے مدارس کے پورے سسٹم کو موردِ الزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا جیسے حکومت نے خود اجمل قصاب کے معاملے میں ''نان سٹیٹ ایکٹرز'' کا تصور پیش کیا تھا اسی طرح اگر کوئی مدارس سے متعلقہ شخص ایسے کسی عمل میں میں ملوث پایا گیا تو وہ بھی مدارس کے حق میں ''نان مدارس ایکٹرز'' ہیں اِن کے اِنفرادی افعال پر مدارس پر یلغار کرنے سے گریز کیا جائے۔ ایسے عناصر کے خلاف کارروائی کی راہ میں مدارس رُکاوٹ نہیں بنیں گے تاہم ثبوت اور شواہد کا مطالبہ ہمارا آئینی اور قانونی حق ہے اور کسی کو اِس کی اجازت بھی نہیں دے سکتے کہ وہ وجہ بتائے بغیر مدارس کے طلباء کی ماورائے قانون اغوا کاری کا اِرتکاب کرے۔

اتحادِ تنظیمات مدارسِ دینیہ کے اجلاس کے بعد حکومت کو یہ بھی پیش کش کی گئی ہے کہ مدارس اور مذہبی طبقات کی نمائندہ قیادت موجودہ دہشت گردی کے خاتمے امن واَمان کی بحالی اور ناراض لوگوں سے مفاہمت کے لیے ہر ممکنہ کردار اَدا کرنے پر آمادہ ہے لیکن یہاں تو اُلٹی گنگا بہہ رہی ہے کہ دہشت گردی کی آگ کو بجھانے کے لیے اَربابِ مدارس کا تعاون حاصل کرنے کی بجائے مدارس کو تنگ کر کے بعض جذباتی نوجوانوں کو دہشت گردی کا راستہ دِکھانے اور دہشت گردی کی اِس آگ پر تیل چھڑکنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

قسط : ۲

قطع رحمی .... قرآن وسنت کی روشنی میں

﴿ تالیف: حضرت شیخ محمد ابراہیم صاحب الحمد، ترجمہ: عبداللطیف صاحب معتصم ﴾

قطع رحمی کا علاج :

قطع رحمی اور اُس کے نقصانات اور اُس کے چند اسباب کا ذکر گزر چکا، اِن کی روشنی میں عقلمند کے لیے یہی مناسب ہے کہ قطع رحمی کرنے سے احتیاط برتیں، اُن اسباب سے اجتناب کریں جو قطع رحمی کا سبب بنتے ہیں۔ اور اگر وہ صلہ رحمی کرے، صلہ رحمی کے فضائل سے واقفیت حاصل کرے، صلہ رحمی کے اَسباب تلاش کرے اور رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے اُن آداب کا لحاظ رکھے جو اُن کے شایانِ شان ہوں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ صلہ رحمی کیا چیز ہے؟ صلہ رحمی کیسے کی جائے؟ اُس کی فضیلتیں کیا ہے؟ اَسباب صلہ رحمی اور اِس کے طرق کیا ہیں؟ رشتہ دار کے ساتھ کن آداب کا لحاظ رکھا جائے؟

صلہ رحمی کیا ہے؟

مشہور ماہر لغت ابن منظور افریقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : وَصَلْتُ الشَّیْءَ وَصْلًا وُصْلَۃً یعنی صِلَۃً مصدر ہے وَصَلَ یَصِلُ کا معنٰی ہیں ضد یعنی قطع تعلق کی ضد۔ (لسان العرب ۱۱/۷۲۶) نیز فرمایا : اور کہا جاتا ہے : وَصَلَ فُلَانٌ رَحِمَہٗ یَصِلُھَا صِلَۃَ وَبَیْنَھُمَا وُصْلَۃٌ اَیِ اتِّصَالٌ وَذَرِیْعَۃٌ : یعنی صلہ کا معنی رابطہ وتعلق کے ہیں۔ نیز فرمایا : اَلتَّوَاصُلُ ضِدُّ التَّصَادُمِ یعنی تواصل تصادم کی ضد ہے (اور تصادم کے معنی باہم قطع تعلق کے ہیں تو تواصل کے معنٰی باہم صحتِ تعلق استوار کرنے کے ہوں گے)۔

نیز مشہور ماہر لغت ابن الاثیر نے فرمایا : صِلَۃُ الرَّحِمِ کنایہ ہے نسبی وسرالی رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے، اُن کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرنے، اُن کی دیکھ بھال کرنے سے، اگرچہ وہ بدخوئی اور بُعد کا مظاہرہ کریں، اور اِن تمام باتوں کے خلاف قطع رحمی کہلائے گا۔

صلہ رحمی کیسے کی جائے؟ :

صلہ رحمی متعدد اُمور کے ساتھ کی جاسکتی ہے جیسے اُن کی زیارت اور اُن سے ملاقات کی جائے، اُن

کے اَحوال معلوم کیے جائیں، اُن کی خیریت معلوم کی جائے، اُن کے پاس ہدیہ پیش کرکے، اُن کے مراتب کا لحاظ کرتے ہوئے اُن کے ساتھ برتاؤ کرنا، اُن کے بڑوں کی تعظیم کرنا، اُن کے چھوٹوں اور کمزوروں کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرنا، اُن کے غریب ومحتاج کی حاجت براری کرنا، اور مالدار کے ساتھ نرمی برتنا، بذریعہ ٹیلی فون، خط، زبانی اور دیگر مختلف ذرائع سے اُن کی خیریت اورحال واَحوال معلوم کرلیا کریں۔ دعوت وضیافت کے ذریعہ بھی ہوسکتا ہے جبکہ حسنِ استقبال اعزاز۔ نیز خوشیوں میں شرکت، غموں وتکالیف میں ہمدردی ودُعا، خلوص وصفاءِ نیت، ناچاقی ونا اِتفاقی پیدا ہونے کی صورت میں صلح وصفائی کروانا، اور اُن کے ساتھ تعلق اور اِس کے لیے کوشش کرنا، اُن کے مریضوں کی عیادت کرنا، اُن کی دعوت قبول کرنا۔ اور صلہ رحمی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ اُن کی اصلاح وہدایت پر حریص رہے، بھلائی کا حکم دیں اور بدی سے منع کریں، صلہ رحمی کا یہ مذکورہ بالا طریقہ کار اُس صورت میں ہوگا جب رشتہ دار مسلمان نیک، صالح، سلیم القلب صحیح الفکر لوگ ہوں۔

لیکن اگر خدانخواستہ کافر یا فاسق ہوں تو اُن کے ساتھ صلہ رحمی پند ونصیحت وعظ تذکیر کے ذریعہ کی جائے اور اِس سلسلے میں اپنی حد درجہ کوشش کرے لیکن اِس کے باوجود بھی اگر اُن کی طرف سے کوئی التفات وتوجہ نظر نہ آئے اور اعراض وتکبر وعناد کا سامنا کرنا پڑے یا اُن کی ہدایت سے مایوس ہوجائے اور اپنی جان پر خوف پیدا ہو کہ اُن سے متاثر ہوجائے گا اور اُن کی صف میں شریک ہوجائے گا تو اَب اُن سے دُور ہوجائے اور اُن کو چھوڑ دے اچھے طریقے سے کہ اُن کو کوئی تکلیف نہ پہنچے اور اُن کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ سے خوب خوب دُعائیں مانگے شاید کہ آپ کی دُعاؤں سے اللہ تعالیٰ اُن کو ہدایت دے دے۔ پھر اگر اُن رشتہ داروں کی طرف سے کوئی موقع پائے اور اگر فرصتِ دعوت میسر آئے تو موقع ضائع نہ کرے بار بار اُن کی دعوت کے سلسلے میں جائے۔

رشتہ داروں کو دعوت دینے کے سلسلے میں جس بات کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے وہ ہے حسنِ اخلاق کا مظاہرہ، دعوت میں نرم خوئی، حکمت اور عمدہ اسلوب اختیار کرنا، بحث ومباحثہ سے اجتناب کرتے ہوئے اِس بات کی پوری کوشش کی جائے کہ ایسے میں بھی اپنا رویہ اچھا رکھے اِس لیے کہ بہت سے داعی حضرات خاندان وقبیلہ میں زیادہ اَثر ورُسوخ نہیں رکھتے جس کے متعدد اَسباب ہیں، اُن ہی اَسباب میں سے

ایک سبب یہ ہے کہ مبلغین حضرات اِس جانب زیادہ توجہ نہیں دیتے اور اِس کا اہتمام نہیں کرتے ، اگر اِس جانب بھی (شروع سے) مختلف اعلیٰ طریقوں سے کوشش کرتے تو رشتہ داروں کی دعوت میں ضرور کامیاب ہوتے ،اور خاندان و قبیلے میں اَثر ورُسوخ والے بھی ہوتے ، اِن مختلف طرق میں سے یہ ہے کہ رشتہ داروں کے ساتھ تواضع وخاکساری سے پیش آیا جائے ، اِن کے سامنے اُن پر اعتماد و بھروسہ اور صلہ رحمی کا مظاہرہ کیا جائے اور اِس کے علاوہ دیگر وہ اعمال اختیار کیے جائیں جن کے ذریعہ اُن کی محبت رشتہ داروں کے دلوں میں رچ بس جائے اور وہ اُن سے محبت کرنے لگیں ، خاندان و قبیلے والوں کو بھی چاہیے کہ اپنے قبیلے کے داعی علماء حضرات کی عظمت کو بلند کریں اور اُن کی شان میں کسی بھی طرح سے گستاخی سے اجتناب کریں۔ جب خاندان اِس نہج پر چلیں گے تو یہ بات کوئی بعید نہیں کہ وہ ترقی کے مدارج اور فضیلت کے مراتب کو طے کرتے ہوئے بلندیوں کے اَوج پر پہنچ جائیں۔

صلہ رحمی زیادتی عمر وفراخی رزق کا سبب :

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اِس بات کو پسند کرے کہ اُس کی عمر میں اضافہ وزیادتی ہو اور اُس کے رزق میں فراخی کردی جائے تو اُسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔
زیادتی عمر وفراخی رزق کے سلسلے میں حضرات علماء کرام نے فرمایا :

۱۔ زیادتی عمر سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صلہ رحمی کرنے والے شخص کی عمر میں برکت، جسم میں قوت عقل میں وزن، عزم کو پختگی فراہم کردیتے ہیں چنانچہ اُس کی زندگی خوبصورت و بہترین صفات کا مرقع بن جاتی ہے۔

۲۔ زیادتی سے مراد حقیقی زیادتی ہے لہٰذا جو شخص صلہ رحمی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کی عمر بڑھا دیتے ہیں اور اُس کا رزق فراخ کردیتے ہیں۔

اور یہ کوئی انوکھی اور قابلِ تعجب بات نہیں، جس طرح صحت کے لیے تازہ ہوا، عمدہ غذا، اور جسم وجاں کے لیے دیگر اشیاءِ مقویہ طولِ عمر کے اَسباب میں سے ہیں، اسی طرح صلہ رحمی کو بھی اللہ تعالیٰ نے طولِ عمر کے لیے ایک سببِ ربانی قرار دیا ہے۔ اِس لیے وہ اشیاء جو مرغوبات ولذائذ کے حصول کا سبب بنتے ہیں اُن کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم کے اسباب وہ ہیں جو کہ محسوسات کے قبیل سے ہیں جن کا ادراک عقل سے ممکن ہے، اور

دُوسری قسم کے وہ اسباب ہیں جن کو قادرِ مطلق نے مقرر فرمائے، یہ تمام اسباب اور دُنیا کے سارے کام اُس کی مشیت کے تابع ہیں۔

بعض اَوقات یہ بات لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی تو کہنے لگتے ہیں کہ جب رزق مقدر ہے، عمریں مقرر ہیں نہ کم ہوسکتی ہے نہ زیادہ جیسا کہ باری تعالیٰ کا اِرشاد ہے ''وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ'' اَب اِس آیت اور حدیث میں کیسے تطبیق ہو؟ جواب یہ ہے کہ تقدیر کی قسمیں ہیں :

پہلی قسم : مشیت یا مبرم یا مطلق: یہ تقدیر لوحِ محفوظ میں ہوتی ہے اِس میں کوئی تبدیلی وتغیر واقع نہیں ہوتی۔

دُوسری قسم : معلق ومقید: یہ تقدیر فرشتوں کے صحیفوں میں لکھی ہوتی ہے اور اِس تقدیر میں کمی و زیادتی ہوتی ہے۔

حضرت شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ نے فرمایا : اَجل کی دو قسمیں ہیں :

۱۔ مطلق جس کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں۔

۲۔ اَجلِ مقید اور اِسی سے حدیث (مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِيْ رِزْقِهٖ وَيُنْسَأَ لَهٗ فِيْ اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ) کا معنی واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتے کو حکم دیتے ہیں کہ فلاں شخص کے لیے ایک مدت مقرر لکھ دے اور فرماتے ہیں اگر صلہ رحمی کرے تو اُس کی عمر اِتنی اور اِتنی زیادہ کردو جبکہ فرشتہ نہیں جانتا کہ زیادہ ہوگا یا نہیں لیکن اللہ تعالیٰ اُس کے ''مال'' سے باخبر ہوتے ہیں لہٰذا جب وقتِ مقرر آتا ہے تو اُس سے نہ آگے بڑھ سکتا ہے اور نہ پیچھے ہوسکتا ہے۔ (مجموع الفتاویٰ ۸/ ۵۱۷)

ایک اور مقام پر رزق کے متعلق اُن سے پوچھا گیا کہ رزق زیادہ ہوتا ہے کہ نہیں؟ تو جواب دیا کہ رزق کی دو قسمیں ہیں : ایک وہ جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ اِسے اِتنا رزق دیا جائے گا یہ متغیر نہیں ہوتا۔ دُوسری وہ جو لکھ کر فرشتوں کو بتادیا ہے اَسباب کے پیش نظر یہ کم یا زیادہ ہوتا ہے۔ پھر اسباب رزق منجملہ اُن چیزوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مقدر فرما کر لکھ دیا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے اگر یہ بات طے کردی ہو کہ فلاں بندے کو اُس کی سعی اور محنت اور کمانے سے رزق ملے گا تو اُس کو سعی وکسب کا طریقہ بھی سکھا دیتے ہیں اور

وہ رزق جو اُس کے لیے بغیر کسب کے مقرر کیا ہوتا ہے (جیسے وراثت کا مال) تو وہ اُس کے پاس بغیر کسب کے آتا ہے۔ (مجموع الفتاویٰ ۸/ ۵۱۷) اور ایسی صورت حال کا پیدا ہونا پہلے سے علم ہونے کے خلاف نہیں بلکہ اِس میں صرف مسبَّب کو اُن کے اسباب کے ساتھ مقید فرمایا ہے جیسے شکم سیری اور سیرابی کو کھانے پینے کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔ کیا کوئی عاقل شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ مسبَّب کو اسباب کے ساتھ مربوط کرنا سبقتِ علم کے خلاف ہے یا یہ اُس کے کسی بھی طرح منافی ہے؟ (تنبیہ الافاضل ص ۳۲)

صلہ رحمی :

صلہ رحمی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی توجہ کھینچتی ہے اللہ تعالیٰ نے جب تخلیق خلقت کی اور اُس سے فارغ ہوئے تو صلہ رحمی کھڑی ہوئی اور کہا یہ قطع رحمی سے پناہ مانگنے کا مقام ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جی ہاں! کیا تجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں اُس شخص کے ساتھ تعلق رکھوں جو تیرے ساتھ تعلق رکھے اور تعلق ختم کروں جو تیرے ساتھ تعلق منقطع کرے؟ کہنے لگی کیوں نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا بس یہ مقام تیرا ہے۔

صلہ رحمی دخولِ جنت کا بڑا سبب :

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجیے جو مجھے جنت میں داخل کردے اور جہنم سے دُور کردے تو جناب نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا : اللہ کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ، نماز کی پابندی کرو اور زکوٰۃ کی اَدائیگی کرو اور صلہ رحمی کرو۔

صلہ رحمی اللہ تعالیٰ کی اطاعت : صلہ رحمی کرنا ایک ایسا کام ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے جیسا کہ باری تعالیٰ صلہ رحمی کرنے والوں کی تعریف کرتے ہوئے اِرشاد فرماتے ہیں: وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْءَ الْحِسَابِ.

صلہ رحمی دینِ اِسلام کے محاسن میں سے ہے :

اِسلام صلہ رحمی کی تعلیم، نیکی اَور شفقت کا دَرس دیتا ہے صلہ رحمی کا حکم اَور قطع رحمی سے منع کرتا ہے جو کہ مسلمانوں کی جماعت کو مربوط متحد کرنے کے ساتھ باہمی محبت کی تلقین کرتا ہے بخلافِ دُوسرے مذاہب باطلہ

کے جس میں اِس بات کا نہ کوئی لحاظ ہے نہ اہتمام۔ تمام شرائع سماویہ صلہ رحمی کا حکم دیتی ہیں اور قطع رحمی سے منع کرتی ہیں جس سے صلہ رحمی کی منقبت وفضیلت واضح ہوتی ہے۔

صلہ رحمی اچھی تعریف کا سبب ہے :

صلہ رحمی اچھی تعریف کا سبب ہے، اچھے تذکرے کا باعث بنتی ہے، یہاں تک کہ دَورِ جہالیت کے لوگ بھی صلہ رحمی کرنے والے کی تعریف کرتے تھے اور صلہ رحمی کرنے والوں کے حق میں کلماتِ خیر کہتے تھے اعشی اسود بن المہنذر بن یزید اللخمی کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے :

عِنْدَہُ الْحَزْمُ وَالتُّقٰی وَأَسَی الصَّرْعِ   وصلَاتُ الْاَرْحَامِ قَدْ عَلِمَ النَّاسُ

وَحَمْلٌ لِّمُضْلَعِ الْاَثْقَالِ   وَفَکُّ الْاَسْرٰی مِنَ الْاَغْلَالِ

وہ صاحب دانش، تقوی اور مقابل کو زیر کر دینے والے اور کمزوروں کے بوجھ اُٹھانے والے تھے، نیز صلہ رحمی کرنے والے قیدیوں کو اُن کی قید سے آزاد کر دینے والے تھے جیسا کہ لوگوں کے علم میں ہے۔

صلہ رحمی باطنی محاسن کی علامت ہے :

صلہ رحمی باطن کی اچھائی ، وسعتِ ظرف، حسن اَخلاق، وفاداری اور اَقرباء کے ساتھ اخلاص پر دلالت کرتی ہے۔ اِسی وجہ سے کہا گیا ہے جو اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا تو آپ کے ساتھ کیسے اچھا سلوک کرسکتا ہے، جو اُن کا دفاع نہیں کرتا تو وہ آپ کا دفاع بھی نہیں کرسکتا۔

رشتہ داروں میں محبت کا پھیلنا :

صلہ رحمی کی وجہ محبت بڑھتی ہے، اُلفت پھیلتی ہے، رشتہ دار ایک جسم کی مانند بن جاتے ہیں پھر اُن کی زندگی آرام اور اُن میں خوشیاں بڑھ جاتی ہیں۔ (جاری ہے)

میڈیا کا غیر متوازن روّیہ

﴿ جناب عرفان صدیقی صاحب، کالم نگار روزنامہ جنگ ﴾

جب بھی توازن اور اعتدال کے سنہری اُصولوں کو پس پشت ڈال کر کسی معاملے کو بے ہنگم طریقے سے اُچھال دیا جائے اور ایک رُخے تبصروں کی یلغار سے لوگوں کے دل و دماغ میں چنگاریاں سی بو دی جائیں تو وہی کچھ ہوتا ہے جو جمعۃ المبارک کو ہوا۔ سوات سے آنے والی ایک ویڈیو فلم کے مناظر ہر پہلو سے افسوس ناک ہیں کسی گروہ کو یہ حق نہیں دیا جاسکتا کہ وہ بندوق کے زور اپنی عدالتیں بنالے، اپنا نظامِ تعزیرات نافذ کردے، خود ہی سزائیں دینے لگے اور خود ہی اُن پر عمل درآمد کرنے لگے۔

پاکستان ایک ریاست ہے جس کا اپنا آئین، اپنا قانون، اپنا نظامِ عدل اور اپنا نظم و نسق ہے۔ کوئی فرد، قبیل یا گروہ، چاہے وہ کتنا ہی پاکباز اور نیک نیت کیوں نہ ہو، ریاست کے اندر اپنی ریاست بنانے کا استحقاق نہیں رکھتا۔ اسلامی حدود و تعزیرات کا نفاذ بھی ریاست کے احاطۂ اختیار میں آتا ہے جسے کوئی غیر ریاستی عنصر بروئے کار نہیں لاسکتا۔ اِس اعتبار سے سوات کا واقعہ ایک باغیانہ فعل ہے جس کا دفاع نہیں کیا جانا چاہیے۔ پورے عزم و اخلاص سے اِس طرح کے واقعات کا سدّ باب کرنا چاہیے کہ عوام کی جان و مال کا دفاع اور بنیادی حقوق کا تحفظ اِس کا بنیادی وظیفہ ہے۔

لیکن کیا ہمارے میڈیا نے جو تماشا لگایا جس طرح کی ہاہا کار مچائی، جس طرح کا بارُود برسایا، جس طرح کے اَلاؤ بھڑکائے، جس طرح کا حشر بپا کیا اور جس بے مہار آزادی کے ساتھ گھروں میں بیٹھی خواتین بچوں اور نوجوانوں کے جذبات و احساسات کو یکطرفہ پروپیگنڈے کے زہرناک تیروں کا نشانہ بنایا، کیا اُسے متوازن، معتدل، ذمہ دارانہ اور مہذب کہا جاسکتا ہے؟ ہمارے لبرل فاشٹ ''طالبانیت'' کو دُشمن کے طور پر استعمال کرتے ہیں جس کا مفہوم اُن کے نزدیک بے لچک روّیہ اور نقطۂ کمال کو پہنچی ہوئی انتہاپسندی ہے۔ کیا اِن لبرل فاشسٹوں اور ہمارے میڈیا نے بھی عملاً اِسی ''طالبانیت'' کا مظاہرہ نہیں کیا؟ کیا جو کچھ ہمیں دن بھر دکھایا جاتا رہا وہ کرخت قسم کی اِنتہاپسندی نہ تھی؟

ایسا پہلی بار ہوا کہ ٹی وی چینلز کے خبر خوانوں کے چہرے بھی تمتمانے لگے اُن کے منہ سے کف نکلنے لگی اور اُن کی آنکھیں شرارے اُگلنے لگیں۔ کسی کو یاد نہ رہا کہ معاملہ کتنا ہی سنگین کیوں نہ ہو ممکنہ حد تک اعتدال اور توازن کا دامن تھامے رکھنا لازم ہے۔ دیکھتے دیکھتے وہ لبرل فاشٹ بھی مفسر، محدث، فقیہ اور مجتہد...... جو نمازوں کی رکعتیں بھی نہیں گنوا سکتے، ہر شخص شیخ القرآن اور شیخ الحدیث بن بیٹھا اور اَلمیہ سوات کی اسلامی تعلیمات کے تناظر میں تشریح و تعبیر کرنے لگا۔ یوں لگا جیسے برسات کی بھوک کے مارے بھیڑیوں کو شکار ہاتھ آ گیا ہو۔ ایک سے بڑھ کر ایک مفتیٔ زماں مجتہد العصر اور نابغۂ وقت بن بیٹھا۔

ایک آتش فشاں تھا کہ پھٹ پڑا اور لاوا اِسلام، اسلامی نظام تعزیرات، اسلامی شعائر اور اِسلامی مظاہر کی طرف بہہ نکلا یہاں تک کہ عوام چیخ اُٹھے سرِشام اُن کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا۔ وہ دہائی دینے لگے۔ خواتین زاری کر رہی تھیں کہ خدا کے لیے یہ سب بند کرو۔ سوات کے نام ونہاد طالبان یا خود ساختہ نظامِ عدل کے پاسبانوں نے تو ''کوڑوں'' کی کوئی حد مقرر کی ہو گی لیکن میڈیا نے اہل پاکستان کی پشت پر اِتنے کوڑے برسائے کہ وہ بلبلا اُٹھے اور یہ سلسلہ اَب بھی نہیں تھما۔

میرے کل کے کالم کا عنوان تھا ''چیف جسٹس کیا کیا کریں'' اُس وقت یہ ویڈیو سامنے نہیں آئی تھی۔ اَب جسٹس افتخار محمد چوہدری نے اِس معاملہ کا نوٹس بھی لے لیا ہے اور سماعت کے لیے سینئر ججوں پر مشتمل ایک بڑا بنچ تشکیل دے دیا ہے۔ کیا سوات کی اِنتظامیہ مظلوم لڑکی کو پیش کر سکے گی؟ کیا ذمہ داروں کو گرفت میں لیا جا سکے گا؟ حکومت کے لیے بہرحال ایک کھڑکی کھلی ہے وہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے بل بوتے پر شورش زدہ علاقے میں اپنی .... کی بحالی کی سنجیدہ کوشش کر سکتی ہے۔ سماعت کے دوران شاید کئی ایسے سوالوں کے جواب بھی مل جائیں جو میڈیا کے اُٹھائے گئے گرد وغبار میں دَب گئے ہیں۔ پتہ چلنا چاہیے کہ یہ واقعہ کب پیش آیا؟ سوات اَمن معاہدے سے قبل یا بعد میں؟ عدالت سجانے اور سزا دینے والے لوگ کون تھے؟ سرحد حکومت نے اِس پر کیا کارروائی کی؟ علاقے میں موجود فوج کا ردِّ عمل کیا رہا؟ خفیہ ایجنسیوں کی رپورٹ کیا ہے؟ اور سب سے بڑھ یہ کہ اُس این جی اَو کا شجرہ نسب کیا ہے جس نے یہ ویڈیو عام کرنے کے لیے ایک خاص وقت کا انتخاب کیا؟ کس طرح اُس کی بیسیوں کاپیاں تیار ہوئیں؟ کیونکر یہ ایک ہی دن، ایک ہی وقت مختلف چینلز تک پہنچا دی گئیں؟ اور پھر کس طرح ایک سونامی نے پاکستان کو لپیٹ میں لے لیا؟

یہ بات کوئی راز نہیں کہ امریکہ سوات امن معاہدے کے سخت خلاف ہے۔ بارک اَوباما نے اپنی نئی پالیسی میں ایسے معاہدوں کی کوئی گنجائش نہیں رکھی۔ وہ گروپ 20 کے اجلاس کے دوران یورپی مندوبین کو بھی پاکستان کے خلاف جارحانہ اِقدام پر قائل کرتے رہے۔ سوات شورش سے تنگ آئی ہوئی حکومت سرحد نے مصالحانہ اَمن کی نئی کوشش کیں بالآخر صوفی محمد کی معاونت سے ایک معاہدہ طے پایا گیا جس کی بنیاد قاضی کورٹس کا قیام تھا۔

ستم رسیدہ اہلِ سوات نے سکھ کا سانس لیا کہ چلیں امن کی کوئی صورت تو ہو۔ لیکن اسلام آباد میں خوف اور تشویش کی یہ لہر پیدا ہوگئی کہ کیا امریکہ صوفی محمد کی قیادت میں طے پانے والے کسی ایسے معاہدے کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کرلے گا جس کے ساتھ اسلامی شریعت اور قاضی عدالتوں جیسے سابقے اور لاحقے جڑے ہوں؟ صدر زرداری امریکہ کی اِسی پالیسی کے پاسبان ہیں جس کی بنیاد مشرف دَور میں پڑی۔ وہ ایک وسیع تر مفاہمت کے تحت تسلسل کی کڑی ہیں اور مشرف ہی کی طرح اپنے استحکام کے لیے امریکی خوشنودی کو بالاترین ترجیح خیال کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جس دن سوات معاہدہ ہوا اور بالعموم اِس کی تحسین کی گئی اور حکومتِ سرحد نے بتایا کہ اِس معاہدے کو جنابِ صدر کی حمایت حاصل ہے، اُسی شام ایوانِ صدر کی ہدایت پر وزیر اطلاعات شیریں رحمان نے بطورِ خاص بیان جاری کیا کہ صدر زرداری اُس وقت تک اِس معاہدے کی منظوری نہیں دیں گے جب تک سوات میں مکمل امن بحال نہیں ہوجاتا۔ وہ اَب تک اپنی رائے پر قائم ہیں۔

حکومتِ سرحد کی طرف سے پیہم اصرار کے باوجود صدر زرداری نے معاہدے کی باضابطہ منظوری نہیں دی اور اِس دوران سوات میں جو نظامِ عدل رائج کردیا گیا ہے اُسے آئینی وقانونی تحفظ حاصل نہیں ہوا۔ بین الاقوامی دباؤ کی زنجیروں میں جکڑی حکومت کی نگاہیں سوات کے امن سے کہیں زیادہ خارجی ردِّعمل پر مذکور ہیں۔ کیا اِسے معاہدہ سوات سے انحراف کے لیے کسی جواز کی تلاش ہے؟ کیا کئی ماہ پرانے واقعے کی یہ ٹیپ اِس منظّم اَنداز سے منظرِعام پر لانے والی این جی او قطعی طور پر معصوم ہے اور اِسے محض ایک لڑکی پر ہونے والے ستم نے اِسے ''جہادِ اکبر'' پر مجبور کردیا؟ ہالبرک بصد تزک واحتشام تشریف لا رہے ہیں۔ کیا اُن کی دلداری کے لیے یہ لازم ٹھہرا ہے کہ سوات کے شورش پسند عناصر کا چہرہ حتی الامکان حد تک ''مکروہ'' بناکے پیش کیا جائے؟ کیا اِس سارے کھیل کا مقصد پاکستان کے عوام کو فکری اور جذباتی طور پر بلیک میل کرکے معاہدہ

سوات کی منسوخی کے لیے فضاء ہموار کرنا ہے؟ اگر معاملہ صرف خاتون کی حرمت کی پامالی پر ہو رہا ہے اور اگر ساری آہ وزاری حقوق انسانی کی پامالی پر ہو رہی ہے تو عافیہ صدیقی کو کیوں بھلا دیا گیا ہے؟ کیا اِس لیے کہ اِس پر بے پناہ تشدد، بہیمانہ ظلم و زیادتی اور پانچ سال تک عصمت دری کا نشانہ بنانے کی کوئی ویڈیو فلم سامنے نہیں آئی؟ کیا اِس لیے کہ اُن سفاکوں کے رنگ گورے ہیں اور اُن کے چہروں پر داڑھیاں اور اُن کے سروں پر پگڑیاں نہیں؟ کیا اِس لیے کہ عافیہ کی دردناک چیخیں بگرام کے عقوبت خانے سے باہر نہ آسکیں؟ کیا اِس لیے کہ لبرل فاشسٹوں کی آنکھوں پر پٹیاں بندھی ہیں اور اُنہیں تقدیس نسواں کے صرف وہ مناظر دکھائے دیتے ہیں جن کا ناطہ وہ باآسانی اِسلام سے جوڑ کر اپنے خبثِ باطن کی تسکین کر سکیں؟

☆

نائن الیون کی مکروہ کوکھ سے ایسے ایسے عذابوں نے جنم لیا کہ اِنسانیت دم بخود ہے۔ نامعلوم دہشت گردوں کے ہاتھوں ہلاک ہوجانے والے تین ہزار اِنسانوں کا انتقام لینے کے لیے امریکہ گزشتہ ساڑھے آٹھ برس کے دوران کم و بیش بیس لاکھ اِنسانوں کا لہو پی چکا ہے۔ اپنی خوں آشامی کی تسکین کے لیے اُس نے اِنسانیت کی مسلمہ اقدار، تہذیب کے معتبر قرینوں اور بین الاقوامی آداب و اخلاقیات کی دَھجیاں اُڑا دیں۔ گوانتانامو، ابوغریب، قلعہ جنگی اور دشتِ لیلیٰ کی کہانیاں برسوں یاد دِلاتی رہیں گی کہ جب اِنسان درندگی پر اُتر آئے تو سفاکی کی کن حدوں کو چھو سکتا ہے۔

دُنیا بھر میں پھیلی اُس کی عقوبت گاہوں کے ہر دن اَور ہر رات کے بطن میں ایسی ایسی لرزہ خیز داستانیں چھپی ہیں کہ سینے میں دل رکھنے والا اِنسان سننے کی تاب نہیں رکھتا۔ اُس نے اقوام متحدہ کی گردن دبوچ کر مرضی کے پروانے حاصل کر لیے، اپنی مرضی کے قاعدے قانون اور ضابطے بنا لیے اور اپنی زندگی کو ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کا نام دے کر دُنیا پر چڑھ دَوڑا۔ سوات کے اذیت ناک واقعے کا دفاع مقصود نہیں۔ بلاشبہ یہ اِسلام، انسانیت اور تہذیب کے منہ پر طمانچہ ہے اور پاکستان کا چہرہ مسخ کرنے والوں کا کڑا محاسبہ ہونا چاہیے لیکن کیا تقدیس نسواں کے ثناء خوانوں کو اَندازہ ہے کہ امریکہ کے ڈرون حملوں اور رنگارنگ آپریشنز کا نشانہ بننے والی خواتین کس حال میں ہیں؟ اُن پر کیا گزری جن کے بچوں کے پرخچے اُڑ گئے اور اُنہیں قبریں بھی نصیب نہ ہوئیں؟ اور وہ کس حال میں ہیں جو بھری جوانی میں بیوہ ہوگئیں اور جن کے پاس

دو وقت کی روٹی کا بھی کوئی وسیلہ نہیں رہا؟ آج آہ و بکا اَور گریہ وزاری کرنے والے لبرل فاشسٹوں نے ساڑھے آٹھ سالہ امریکی بہمیت کے خلاف کتنے جلوس نکالے؟ کتنے مرثیے اور نوحے لکھے؟ کتنا احتجاج کیا؟ کیا اِس کا سبب یہ ہے کہ ظالم کا رنگ گورا تھا اور مظلوم کالے یا سانولے رنگ کا کلمہ گو مسلمان تھا؟ جب بھی کوئی سوات جیسا نا مطلوب واقعہ پیش آتا ہے اُن کی رَگِ انسانیت پھڑک اٹھتی ہے، اسلام کے خلاف اُن کا بغض پھن پھیلا کر کھڑا ہو جاتا ہے اور یہ اِسلام کی ہر علامت پر تبرٰی بھیجنے لگتے ہیں۔ اَب بھی یہی کچھ ہوا۔ بے اَوقات دانشور گز گز لمبی زبانیں نکال کر اسلامی حدود و تعزیرات کے بارے میں ایسے ایسے تبصرے کرنے لگے جنہیں نوکِ زبان پر بھی نہیں لایا جا سکتا۔ یہ بھول گئے کہ اللہ کی کتاب کیا کہتی ہے اور اللہ کے رسول کیا فرماتے ہیں۔ اسلام کے متعین احکامات سے اِنکار اور انہیں نشانہ تمسخر بنانا ایسی جسارت ہے جسے معاف نہیں کیا جا سکتا۔

اَب معاملہ عدالتِ عظمٰی کے رُوبرو ہے۔ آج سے جسٹس اِفتخار محمد چوہدری کی سربراہی میں ایک بڑا عدالتی بنچ سماعت شروع کر رہا ہے۔ حقائق سامنے آجائیں گے اور پتہ چل جائے گا کہ میڈیا کے غیر متوازن غیر معتدل روّیے کے باعث پاکستان بھر کو اپنی لپیٹ میں لے لینے والے واقعے کی حقیقت کیا ہے؟ یہ کب اور کہاں پیش آیا؟ کیا ویڈیو اصلی ہے یا کوئی ڈرامہ؟ اگر اصلی ہے تو خاتون کو اِس انداز سے کوڑے مارنے کی سزا کس ''مفتی'' نے دی؟ چار گواہ کہاں سے آئے؟ کیا یہ واقعی طالبان تھے یا شورش زدہ زمین پر اُگ آنے والا کوئی خودرَو بے مہار گروہ؟ ریاست کی رِٹ کو چیلنج کر کے یوں من مانی کرنے والوں کا محاسبہ ضروری ہے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ سازشوں کے اُس تانے بانے کو بھی نظر میں رکھا جائے جو سوات اور فاٹا میں قیامِ امن کی ہر مصالحانہ کوشش کے خلاف رہا ہے اور جو اپنے مضموم مقاصد کے لیے آتش کدہ دہکائے رکھنا چاہتا ہے۔

یاد کیجئے وہ وقت جب چھ برس قبل معاہدہ شکئی طے پایا۔ پشاور کے کور کمانڈر نے نیک محمد کی طرف سے دوستی کا ہاتھ بڑھایا ایک پُر جوش تقریب میں جرنیل نے نیک محمد کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ ''خوبرو دہشت گرد'' نے امن کی ضمانت دی۔ لیکن امریکا اَنگاروں پر لوٹنے لگا۔ وہ آگ اور بارُود کے کھیل سے دست کش ہونے کو تیار نہ تھا۔ سو ایک امریکہ مزائل نے بیک وقت معاہدہ شکئی اور نیک محمد کے پُرزے اُڑا دیے۔ امریکہ نے مذاکراتی عمل مصالحاتی حکمت عملی اور معاہداتی اَندازِ فکر کی ہمیشہ مخالفت کی۔

سوات کا حالیہ معاہدہ بھی اُس کے دل میں کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہے۔ صدر زَرداری بھی امریکی حساسیت کے باعث معاہدے کی توثیق سے گریزاں ہیں۔ فتنہ گر سوچ کو کسی ایسے واقعے کی اَشد ضرورت تھی (اور ہے) جو عوام میں غیظ و غضب کی کیفیت پیدا کر دے اور خلق خدا چیخ اُٹھے کہ بھاڑ میں گیا معاہدہ اپنی توپوں کی نالیں سیدھی کرو اور اِنہیں بھسم کر دو۔ میڈیا نے پیشہ وارانہ احتیاط کے ادنیٰ ترین تقاضوں کا لحاظ بھی نہ رکھا اور اُن عناصر کے ہاتھوں میں کھیل گیا جو چنگاری کو اَلاؤ میں بدلنا چاہتے تھے۔ پچھلے بیس دنوں سے بیت اللہ محسود کا ایک امریکی ہدف بن گیا ہے۔ اُس کے سر کی بھاری قیمت مقرر کر دی گئی ہے۔ اَب ہر وَاردات اُس کے کھاتے میں ڈل رہی ہے۔ سوات بھی بیت اللہ محسود کی ذمہ داری کا حصہ ہے جس پر فضل اللہ کنٹرول کرتا ہے۔ سو تازہ ترین ویڈیو بھی بالواسطہ بیت اللہ کے نامہ اعمال کا حصہ بنے گی۔

حکومتِ پاکستان ایک عرصے سے بیت اللہ محسود کے خلاف موثر کارروائی چاہتی ہے لیکن امریکہ چشم پوشی کر رہا تھا۔ یہ ایک الگ طلسم ہوشربا ہے۔ اَب یوں محسوس ہوتا ہے کہ امریکہ اور پاکستان دونوں بیت اللہ محسود کے خلاف متحد ہو گئے ہیں۔ تازہ ویڈیو اِشترک کار کے لیے معاون ثابت ہو گی۔ امریکہ کی طرف سے ملنے والے اِس تعاون کی قیمت کے طور پر سوات امن معاہدہ منسوخ ہو سکتا ہے اور ایک سخت گیر آپریشن کے امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا۔

یہ تین چار برس پہلے کی بات ہے پاکستانی انجینئر کو خبر ملی کہ بلوچستان کے پہاڑوں میں ایک فلم کی عکس بندی ہو رہی ہے اَور فلم بنانے والے کسی یورپی ملک کے گورے اور گوریاں ہیں۔ اہلکاروں نے پوچھ گچھ کی تو پتہ چلا کہ طالبان کے ظلم و ستم پر مبنی ایک فلم تیار کی جا رہی ہے۔ اِس کے لیے مقامی باشندوں کو بطورِ اداکار بھرتی کیا گیا ہے اور اُنہیں ڈالروں میں ادائیگی کی جا رہی ہے۔ ایک مقامی این جی اَو بھی معاونین میں شامل تھی۔ مغرب اِس طرح کی فریب کاریوں کے فن کا ماہر ہے۔ سوات کی ویڈیو کے بارے میں مالاکنڈ کے کمشنر نے اللہ کی قسم کھا کر گواہی دی کہ کوڑے مارنے کی ویڈیو جعلی ہے۔ تحریکِ طالبان سوات کے ترجمان حاجی مسلم خان نے بھی ویڈیو کو جعلی اور امن معاہدے کو سبوتاژ کرنے کی کوشش قرار دیا ہے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ایک مختصر سا تصویری خبر نامہ قیامت ڈھا گیا اور ابھی تک یہ یقین بھی نہیں ہو سکا کہ واقعہ اَصلی ہے یا جعلی؟

بنیادی بات یہ ہے کہ سوات حکومتی رِٹ سے نکل چکا ہے وہاں ایک بھیانک خلا ہے بھانت بھانت

کے گروہ فعال ہیں۔ کسی واردات کو نفاذِ اسلام کی کوشش، امریکہ کے خلاف نفرت، خالص مزاحمت، فضل اللہ کی کارروائی، کسی مافیا کا اقدام، یا پاکستان دُشمنوں کی کارستانی قرار دینے سے پہلے ہزار بار سوچنا ہوگا۔ میڈیا پر لازم ہے کہ وہ اعتدال اور توازن کا دامن نہ چھوڑے۔ خبر ضرور دے یہ اُس کا بنیادی وظیفہ ہے۔ خبر لے بھی کہ یہ اُس کے پیشہ وارانہ فرائض کا تقاضا ہے لیکن اپنے وقار اور اعتبار کو مجروح نہ ہونے دے۔ اُس مقام کو نہ گنوائے جو اُس نے پاکستانی عوام کی آنکھوں میں پایا ہے۔ کسی واقعے کی من مانی تعبیر کر کے ایک نتیجہ اَخذ کر لینا اور پھر فکرِ بیمار کے حامل مذہب بیزار لوگوں کو پہروں زہر افشانی کا موقع دینا، خود میڈیا کی اپنی ساکھ کے لیے اَزحد مضر ہے۔ اُسے اندازہ ہونا چاہیے کہ وہ بری طرح ڈگمگایا ہے اور مشتعل ہو کر اُس نے توازن و اعتدال کے اُس سنہری اُصول کو پامال کیا ہے جو ذمہ دار میڈیا کی عصمت کا درجہ رکھتا ہے۔ سوات ویڈیو کا کچا چٹھا تو عدالت عظمٰی میں کھل جائے گا لیکن ایک بڑی لغزش پر خود احتسابی کا اہتمام میڈیا کو آپ کرنا ہوگا........ اور جلد کرنا ہوگا۔

✿ ✿ ✿

بقیہ : تربیتِ اولاد

اور اگر بچہ بڑا ہو کر مر جائے تو حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ یاد کر کے دل کو سمجھا لو نہ معلوم اِس میں کیا حکمت ہوگی۔ شاید اگر یہ زندہ رہتا تو دین کو بگاڑ لیتا یا دُنیا میں وبالِ جان ہوتا۔ اِس کے بعد اَحادیث میں مصائب و حوادث کی جو تفصیل حکمتیں مذکور ہیں نیز اُن پر جو ثواب بتلایا گیا ہے اُن کو پیشِ نظر رکھیں اِنشاء اللہ غم بہت کم ہو جائے گا۔

بس حاصل یہ ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ اَولاد دیں اُس کے لیے یہی اچھا ہے اور جس کو نہ دیں اُس کے لیے یہی اچھا ہے اَور اگر کسی کے بالکل ہی اَولاد نہ ہو تو یہ سمجھے کہ میرے لیے اِسی میں حکمت ہے، نہ معلوم اَولاد ہوتی تو کن کن مصیبتوں کا سامنا ہوتا۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ اَولاد دے کر چھین لیں اُس کے لیے اِس میں مصلحت ہے لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَمَا اَعْطٰى کا یہی مطلب ہے جو حدیث میں مصیبتوں کی تسلی کے لیے آیا ہے۔ اور یہی مطلب ہے اِنَّا لِلّٰهِ کا اور اس میں (مذکورہ تدبیر) واعتقاد کو صبر کے پیدا کرنے میں بڑا دخل ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ کے مضمون کو صبر حاصل کرنے میں بہت بڑا دخل ہے یہی وہ مضمون ہے کہ جس کی وجہ سے حضرت اُم سلیم صحابیہ نے کامل صبر فرمایا اور اپنے شوہر کو بھی صابر بنایا۔ (الاجر النبیل ملحقہ فضائل صبر و شکر)۔ (جاری ہے)

وفیات

موت العالِم موت العالَم

گزشتہ ماہ کی پانچ تاریخ کو امام اہلِ سنت حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر رحمہ اللہ علیہ طویل علالت کے بعد ۹۸ ربرس عمر پاکر رحلت فرما گئے ۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ. حضرت مولانا رحمہ اللہ کی دینی خدمات کسی سے مخفی نہیں ہیں عام وخاص ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات سے فائدہ پہنچایا خاص طور پر عقائد اہلِ سنت کی تشریح اور فرقِ باطلہ کے رد میں آپ کی قیمتی تصانیف تا قیامت رہنمائی کرتی رہیں گی۔

آپ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ العزیز کے شاگردِ رشید اور فاضل دیوبند تھے۔ مستقل مزاجی اوقات کی پابندی آپ کی سرشت میں داخل تھی بلاشبہ اِس دور کے اُولوالعزم بزرگوں میں آپ کا شمار کیا جا سکتا ہے۔ اپنی طویل علالت کے آخری دو سالوں میں شدید معذوری کے باوجود دوبار مختلف اَوقات میں جامعہ مدنیہ جدید تشریف لا کر اپنی مقبول بارگاہ دُعاؤں سے نوازتے رہے۔ جب بھی گکھڑ راقم الحروف (محمود میاں) نے حاضری دی تو علالت کی شدت کے باوجود تواضع کا حکم فرماتے کچھ باتیں بھی کرتے اورنہایت شفقت کا معاملہ فرما کر دُعاؤں کے ساتھ رُخصت فرماتے۔

حضرت رحمہ اللہ کی وفات تمام اہلِ پاکستان کے لیے عظیم حادثہ ہے اللہ تعالیٰ حضرتؒ کی برکات کے سلسلہ کو قائم ودائم فرمائے اور رحلت سے پیدا ہونے والے خلا کو پُر فرمائے۔ حضرتؒ کی جملہ خدماتِ دینیہ کو شرف قبولیت عطا فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اُن کے پسماندگان کو صبرِ جمیل اور اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

☆ بڑے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور جامعہ کے خیر خواہ بھائی تقی صاحب گزشتہ ماہ طویل علالت کے بعد وفات پا گئے۔ ☆ جامعہ محمدیہ کے مدرس قاری عثمان صاحب کے والد صاحب بھی گزشتہ سے پیوستہ ماہ وفات پا گئے۔ ☆ جامعہ مدنیہ جدید کے ناظم قاری غلام سرور صاحب کے تایا زاد بھائی جتوئی مظفر گڑھ میں وفات پا گئے۔ ☆ جامعہ فاروق اعظمؓ کنگن پور ضلع قصور کے مہتمم قاری محمد اشرف حامد صاحب کی والدہ صاحبہ بھی وفات پا گئیں۔ ☆ بھائی خادم محمود صاحب کے والد صاحب بھی گزشتہ دنوں وفات پا گئے۔ جامعہ مدنیہ کے خادم فدا حسین کے خُسر بھی گذشتہ دنوں وفات پا گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل نصیب ہو۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب کرایا گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

﴿ دینی مسائل ﴾

بیمار کے طلاق دینے کا بیان :

یہاں ''بیمار'' سے وہ شخص مراد ہے جو ایسی بیماری میں مبتلا ہو جس سے عام طور پر موت واقع ہو جاتی ہے۔

مسئلہ : بیماری کی حالت میں کسی نے اپنی عورت کو طلاق دے دی پھر عورت کی عدت ختم نہ ہوئی تھی کہ اُسی بیماری میں مر گیا تو شوہر کے مال میں سے جتنا بیوی کا حصہ ہوتا ہے اُتنا اِس عورت کو بھی ملے گا چاہے ایک طلاق دی ہو یا دو تین اور چاہے طلاقِ رجعی دی ہو یا بائن سب کا ایک حکم ہے۔ اگر عدت ختم ہو چکی تھی تب وہ مرا تو حصہ نہ پائے گی۔ اِسی طرح اگر مرد اِسی بیماری میں نہیں مرا بلکہ اِس سے اچھا ہو گیا تھا پھر بیمار ہو گیا اور مر گیا تب بھی حصہ نہ پائے گی چاہے عدت ختم ہو چکی ہو یا نہ ہوئی ہو۔

مسئلہ : عورت نے طلاقِ بائن مانگی تھی اِس لیے مرد نے طلاقِ بائن دے دی تو عورت حصہ پانے کی مستحق نہیں چاہے عدت کے اَندر مرے یا عدت کے بعد دونوں کا حکم ایک ہے۔ البتہ اگر طلاقِ رجعی دی ہو خواہ عورت نے طلاقِ رجعی مانگی ہو یا طلاقِ بائن مانگی ہو اَور عدت کے اَندر شوہر مر جائے تو عورت میراث میں حصہ پائے گی۔

مسئلہ : بیماری کی حالت میں عورت سے کہا کہ تو گھر سے باہر جائے تو تجھ کو بائن طلاق ہے۔ پھر عورت باہر گئی اور طلاقِ بائن پڑ گئی تو اِس صورت میں حصہ نہ پائے گی کہ اُس نے خود ایسا کام کیا جس سے طلاق پڑی۔ اور اگر یوں کہا کہ اگر تو کھانا کھائے تو تجھ کو طلاقِ بائن ہے یا یوں کہا اگر تو نماز پڑھے تو تجھ کو طلاقِ بائن ہے۔ ایسی صورت میں اگر وہ عدت کے اندر مر جائے گا تو عورت کو حصہ ملے گا کیونکہ عورت کے اختیار سے طلاق نہیں پڑی، کھانا کھانا اور نماز پڑھنا تو ضروری ہے۔

مسئلہ : کسی اچھے بھلے آدمی نے کہا کہ جب تو گھر سے باہر نکلے تو تجھ کو طلاقِ بائن ہے پھر جس وقت وہ گھر سے باہر نکلی اُس وقت وہ بیمار تھا اور اُسی بیماری میں عدت کے اندر مر گیا تب بھی حصہ نہ پائے گی۔ (باقی صفحہ ۴۲)

اَخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۳۰؍اپریل کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب اُوکاڑہ کے مدرسہ محی الاسلام عثمانی کے مہتمم مولانا مفتی غلام محمود صاحب انور کی دعوت پر ختمِ بخاری شریف کے لیے تشریف لے گئے۔

۱۲؍مئی کو جناب مولانا اسحاق خان صاحب پلندری آزاد کشمیر سے بادشاہی مسجد لاہور کے خطیب مولانا عبدالخبیر آزاد صاحب کے ہمراہ جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے نیز لکی مروت سے جناب حاجی امان اللہ صاحب اور اُن کے بھائی حاجی سعد اللہ خان صاحب اور تبلیغی مرکز لکی مروت کے اَمیر مولانا ولی محمد صاحب اپنے رفقاء کے ہمراہ جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے، تمام اَحباب نے شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب سے ملاقات کی اور دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اور کتابیں

(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامد ؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمدللہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 5330310 - 42 - 92+ - 5330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 7726702 - 42 - 92+ - 7703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+ V فون نمبر : 6152120 - 42 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 7915-0 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1046-1 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)